ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ
۵ مئی ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِي وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَاَصْلِحْ لِي اٰخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ اے اللہ میرا دین درست کر دے، جو میرے کاموں کا محافظ ہے۔ اور درست کر دے میری دنیا، جس دنیا میں میری زندگانی ہے۔ اور درست کر دے میری آخرت جس کی طرف مجھ کو جانا ہے۔ اور ہر نیک کام میں میری زندگی کو زیادہ کر دے۔ اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا سبب بنا دے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَفِي رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْهُدٰى، وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا مانگو "اللھم اہدنی وسددنی" اے اللہ ہدایت دے مجھ کو اور سیدھا کر مجھ کو، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ اللھم انی اسالک الہدیٰ والسداد (معنی ایک ہی ہیں (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِي رِوَايَةٍ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے، کہ اے اللہ! میں تیرے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی و کاہلی اور بزدلی، اور بڑھاپے اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے ذریعہ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ وضلع الدین وغلبۃ الرجال یعنی قرض کی شدت اور لوگوں کے مجھ پر غلبہ کرنے سے (مسلم)

وَعَنْ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ: "وَفِي بَيْتِي"، وَرُوِيَ "ظُلْمًا كَثِيرًا" وَرُوِيَ "كَبِيرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، فَيَنْبَغِي اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا۔ فَيُقَالُ: كَثِيرًا كَبِيرًا

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ مجھ کو ایسی دعا سکھا دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ کلمات پڑھا کرو۔ (ترجمہ) اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور گناہوں کو تو صرف تو ہی بخش سکتا ہے۔ تو مجھے اپنے پاس سے مغفرت اور بخشش اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)، اور ایک روایت ہیں فی بیتی کے الفاظ موجود ہیں یعنی اپنے گھر میں اور ظلماً کثیراً ثا مثلثہ کے ساتھ، اور ظلماً کبیراً، بائے موحدہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ دونوں کو جمع کر لیا جائے۔ اور کہا جائے ظلماً کثیراً کبیراً۔

وَعَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَاِسْرَافِي فِي اَمْرِي وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَزْلِي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ کہ یہ ان کلمات سے دعا مانگا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ بخش دے میری خطا کو اور میری نادانی کو، اور کاموں میں زیادتی کو اور اس گناہ کو جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ اے اللہ معاف فرما میری اس بات کو جو میں نے سنجیدگی میں کی۔ اور اس کو جو دل لگی میں کی۔ اور ان باتوں کو جو نادانستہ اور دانستہ کی ہوں۔ اور یہ تمام باتیں مجھ میں موجود ہوں۔ اے اللہ تو بخش دے میرے پہلے گناہوں کو اور پچھلے گناہوں کو مخفی گناہوں کو اور ظاہری گناہوں کو اور جن گناہوں کا مجھ سے زیادہ تجھ کو علم ہے۔ تو ہی مقدم ہے۔ اور تو ہی موخر ہے اور تو ہی چیز پر قادر ہے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے اس کام کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو میں نے کیا۔ اور اس کام کے شر سے جو میں نے نہیں کیا (مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۵ مئی ۱۹۶۷ء | شمارہ ۵۲

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں گستاخی

نائب مدیر

ابتدائے اسلام ہی سے توحید کی آواز کو دبانے اور دین ربانی کو مٹانے میں جن لوگوں نے خاص طور پر مذموم کوششیں کی ہیں ان میں یہود و نصاریٰ پیش پیش رہے ہیں۔ بعض نے تو اسلام کا جامہ اوڑھ کر اسلام کی سچی تعلیمات کو مسخ کرنے کی سازشیں کیں اور بعض جو اپنے مذہب پر قائم رہے اسلام اور داعیٔ اسلام علیہ السلام کے خلاف شرمناک پراپیگنڈہ کرتے رہے اور یہ پراپیگنڈا اب تک جاری ہے مغربی مصنفین کی کوئی تصنیف ایسی نہیں جس میں انہوں نے کسی نہ کسی شکل میں اسلام کے خلاف خبث باطن کا مظاہرہ نہ کیا ہو۔ جہاں تک اسلام پر اعتراضات کا تعلق ہے ان کے مسکت جواب علمائے اسلام کی طرف سے ہمیشہ دئے جاتے رہے ہیں لیکن گالی کا جواب نہیں ہو سکتا۔ حقائق کو مسخ کرنا اور سچ کے خلاف کذب و افترا کے طومار باندھنا مغربین کا شیوہ ہے۔ وہ جب تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر نہیں اُگل لیتے انہیں کل نہیں پڑتی۔ حالانکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ ذاتِ قدسی ہے جس نے مظلوم و مقہور انسان کو منزلِ امن و حریت پر پہنچا کر انسانیتِ کبریٰ کے لوازم عطا کئے اور مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر تو کیا اُس کے برابر بھی کوئی شخصیت ارض و سما میں محبوب نہیں۔ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ لکھ کر مسلمانان عالم کی غیرتِ ملی اور حمیتِ دینی کو چیلنج کرنے سے نہیں رُکتے۔ کسی قوم کے ممدوح اکابر کے خلاف سب و شتم انتہائی رذالت اور کمینگی ہی نہیں انسانیت سوز بھی ہے — لیکن مغربی اہلِ قلم نے بار بار انتباہ کے باوجود اس ذلیل جسارت کو ترک نہیں کیا۔

ہم یہاں مثال کے طور پر ایچ اے ایل فشر کی کتاب تاریخ یورپ (انگریزی) کے صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ پر مصنف کی دریدہ دہنی اور انتہائی غلط بیانی کا حوالہ دیتے ہیں اگر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ کوئی مسلمان اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے گا۔

ہماری تہذیبی و اخلاقی روایات امنِ عالم کو برقرار رکھنے کی واحد ضامن ہیں اور ہم ان پر آنچ آتے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر اس کے ساتھ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری حکومت ایسی کتابوں پر کڑی نظر رکھے اور ان کا داخلہ پاکستان میں ممنوع قرار دے۔ قبل اس کے کہ ایسی کتابیں ہمارے نوجوان طلبا کے مطالعہ میں آ کر اشتعال کا باعث ہوں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض تاجرانِ کتب نے متذکرہ بالا کتاب پاکستان میں درآمد کی ہے اور اُن کی کوشش یہی ہے کہ جب تک اس کی جلدیں فروخت نہیں ہو جائیں۔ اپنے اثر و رسوخ سے اس مسئلہ کو کھٹائی میں رکھیں —— یہ صورتِ حال انتہائی افسوس ناک ہے کہ صرف معمولی مادی نفع کی خاطر پاکستانی عوام کے دینی جذبات سے کھیلا جائے اور اس حقیقت سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر لی جائیں۔ کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن ناموسِ نبوت پر حرف نہیں آنے دے سکتا۔

آخر میں یہ عرض کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ پاکستان میں ایسے مؤثر اور سخت قانون کی فوری ضرورت ہے جس کی رُو سے قومی یا فرقہ وارانہ دلآزار لٹریچر نہ صرف ضبط کیا جائے بلکہ سرے سے جنم ہی نہ لے سکے۔

پروگرام

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۶ رمئی بروز ہفتہ: صبح روانگی بذریعہ ریل کار برائے راولپنڈی۔ جامع مسجد بھوسہ منڈی میں کچھ دیر قیام ہوگا۔ اور دوپہر بذریعہ کار موضع موہڑہ نور و کھوٹہ تشریف لے جائیں گے۔ رات کو قیام ہوگا۔ صبح روانگی برائے پشاور۔

۷ رمئی بروز اتوار: بعد از ظہر تا مغرب جامع مسجد قاسم علیخان بازار قصہ خوانی میں سلسلہ بیعت وغیرہ۔ بعد از نماز عشاء: اسی جامع مسجد میں انجمن تبلیغ قرآن و سنت پشاور کے ہفتہ واری درسوں کا افتتاح۔

۸ رمئی بروز پیر: ۸ تا ۱۱ بجے جامع مسجد قاسم علیخان میں سلسلہ بیعت و ارشاد وغیرہ۔

بعد الظہر: جامع مسجد نمک منڈی بازار جہانگیر پورہ میں وعظ و نصیحت۔

بعد از نماز عشاء: جامع مسجد قاسم علی خان میں مجلس ذکر و خطاب۔

واپسی لاہور بذریعہ خیبر میل۔

(حاجی) بشیر احمد

★

مجلسِ ذکر

۹ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بطابق ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء

ہر گھڑی یادِ خدا میں مشغول رہیئے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

اتوار کو جامعہ حمیدیہ ہائی اسکول کی نئی بلڈنگ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے سلسلے میں سرائے مغل جانے کا اتفاق ہوا۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی اور دیگر بزرگ حضرات بھی اس مبارک تقریب میں شریک تھے۔ اس جامعہ کی ابتداء حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء سے چند نیک اور مخیر مسلمانوں کے ہاتھوں ہوئی جس میں مولانا محمد اکرم صاحب سلطان فونڈری والے اور صوفی عبدالحمید خاں صاحب پیش پیش ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی بہت سے نیک دل، صاحب درد اور اہل ثروت مسلمان اس کارِ خیر میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایسے اداروں کو دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے۔ جہاں محض اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کی جاتی ہے اور مسلمانوں کو اور ان کی نسلوں کو راہِ راست پر لانے کے پروگرام اور عملی خاکے بنتے ہیں۔ اس ادارہ میں طالب علموں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اور فی الواقعہ آج کل اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ آنے والی نسلوں کو صحیح دینی تربیت دی جائے۔ مغربیت کے سیلاب سے محفوظ رکھ کر اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھالا جائے اور عہدِ نو کے تقاضوں سے بعہدہ برآ ہونے کے لئے پوری طرح سے دینی اور عصری علوم سے آراستہ و پیراستہ کیا جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کام کرنے والے تمام حضرات کو ثابت قدمی بخشے، ان کی مساعی کو مقبول و منظور فرمائے اور انہیں بیش از بیش دین کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم حضرات! ہماری یہ مجلس ذکر بھی اصلاحِ حال کے لئے ہے۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ ہماری زندگیوں میں انقلاب آجائے، ہمارا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا اور زندگی کی ہر حرکت اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق ہو جائے اور حق تعالیٰ سبحانہٗ ہم سے راضی ہو جائے۔

یہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا باغ ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ انہیں کے نقشِ قدم پر سب کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس چمنستان کو تا ابد سرسبز و شاداب رکھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اسے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔

بزرگانِ محترم! آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ یہ محرم کا مہینہ ہے اور اسی مہینے سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ جب یہ مہینہ آتا ہے تو کئی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار رفقائے کار اور شمعِ رسالت کے پروانوں کے مصائب و آلام کا نقشہ اور مکی زندگی کی مشکلات کا خاکہ نگاہوں کے سامنے دوڑنے لگتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری اور بے مثال رفاقت کے تصور سے روح کو طمانیت اور ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہمی محبت اور آپس میں ایک دوسرے کے مشوروں پر عمل کی یاد سے نہالِ ایمان کو تازگی و شادابی میسر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پاکیزہ نفوس کے نقشِ قدم پر چل کر نخلِ ایمان کی آبیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت نبویؐ کی محبت ہمارے دلوں میں پیوست ہو جائے۔ اور ہمیں ان کے طریق کو حرزِ جان بنانے کی سعادت نصیب ہو۔

برادرانِ عزیز! یہ دور فتنوں کا دور ہے اس میں ایمان کی حفاظت فقط اللہ والوں کے دامن سے وابستہ رہنے اور ذکر اللہ کی کثرت سے ہو سکتی ہے۔ دیکھئے! جھگڑوں میں ہرگز نہ پڑیئے۔ جھگڑالو بننے سے ہدایت کی راہ نہیں کھلتی۔ قرآن و سنت کو نشانِ راہ بنانے، اللہ والوں کی صحبت میں رہنے اور ذکر اللہ پر مداومت سے ہدایت کی راہ اور استقامت نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ وہ دولت ہے کہ جس کا مقابلہ کائنات کی کوئی دولت نہیں کر سکتی —— خوب سوچ لو! ہر شخص کو اللہ رب العزت کے روبرو اپنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہونا ہے۔ جو عملوں کا ذخیرہ اور ایمان کی دولت لے کر پیش ہوا فلاح پائے گا۔ اور جو خالی ہاتھ اور گناہوں کا پلندہ لے کر دربارِ خداوندی میں حاضر ہوا جہنم میں دھکیل دیا جائیگا پس اس روز سے ڈریئے اور خوف کھائیے کہ جس دن کوئی بھی کسی کا مددگار نہ ہوگا اور فقط ایمان اور اعمالِ صالحہ ہی مونس و غمگسار ہوں گے اب جہاں تک ہو سکے اللہ کو یاد کیجئے، جتنا اللہ تعالیٰ کو یاد کروگے اللہ تعالیٰ آپ کو سرافراز فرمائے گا۔ عقیدت، ادب اور اطاعت کو پوری طرح دل میں جگہ دیجئے۔ صحابہ کرامؓ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ
۱۷ رمحرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۸ راپریل ۱۹۶۷ء

ہر گھڑی اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے

اور اس کی رضاء کے مطابق زندگی گذاریئے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ہ

اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِرَبِّھِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ ہ اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ ہ (پ ۱۸ س المومنون آیت ۵۷ تا ۶۰)

ترجمہ: بے شک جو اپنے رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

یعنی باوجود ایمان و احسان کے کفار و مغرورین کی طرح "مکر اللہ" سے مامون نہیں۔ ہمہ وقت خوفِ خدا سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ نہ معلوم دنیا میں جو انعامات ہو رہے ہیں استدراج نہ ہوں۔ حسن بصریؒ کا مقولہ ہے۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ جَمَعَ اِحْسَانًا وَّ شَفْقَۃً اِنَّ الْمُنَافِقَ جَمَعَ اِسَاءَۃً وَّ اَمْنًا۔ مومن نیکی کرتا رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کر کے بے فکر ہوتا ہے (علاوہ ازیں بھلائی کمانے والے) آیاتِ کونیہ و شرعیہ دونوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ ادھر سے پیش آئے عین حکمت اور جو خبر دی جائے بالکل حق اور جو حکم ملے وہ بہمہ وجوہ صواب و معقول ہے۔ (نیز یہ لوگ) خالص ایمان و توحید پر قائم ہیں۔ ہر ایک عمل صدق و اخلاص سے ادا کرتے ہیں۔ شرکِ جلی و خفی کا شائبہ بھی نہیں آنے دیتے (ان کا عمل کے بارے میں خیال ہوتا ہے کہ) کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا۔ آگے کام آئے یا نہ آئے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے کھٹکا لگا رہتا ہے اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے۔ نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے مالک اور پروردگار کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور باوجود اس کے ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں بلاشبہ یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں اور فائدے حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ ان بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقی فائدے تو وہ لوگ حاصل کر رہے ہیں جو دینِ حق کے پیرو ہیں، اپنے پروردگار کی ہیبت و جلالت سے ڈرتے ہیں، قرآن کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔ اور خیرات و صدقات بھی اپنی توفیق کے موافق کرتے ہیں اور باوجود صدقات و خیرات کے ان کے دل اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں یہی لوگ جلدی جلدی منافع حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں — یعنی بھلائیوں کے اہلِ حق ہی مالک ہیں نہ کہ کافر جن کے سامنے دنیا ہی دنیا ہے۔ (کشف الرحمٰن)

خلاصہ یہ ہے کہ بھلائیاں سمیٹنے والے وہ لوگ ہیں جن میں مندرجہ ذیل چار نشانیاں پائی جاتی ہیں:-

۱- وہ ہر حال میں اللہ کے خوف سے لرزتے ہیں۔

۲- اللہ کی نشانیاں دیکھ کر ان کا ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔

۳- وہ اللہ کے ساتھ کسی کو کسی بات میں شریک نہیں مانتے۔

۴- وہ اللہ کی راہ میں خیرات دیتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، پھر بھی دل میں ڈرتے رہتے ہیں کہ اللہ عزّ و جلّ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا عمل کچھ نہیں، اس کی رحمت ہو تو بیڑا پار ہے ورنہ نہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ یہی لوگ بھلائیاں اور نیکیاں حاصل کرنے میں سب سے آگے ہوں گے۔

نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والے

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا "والذین یوتون ما اتوا و قلوبھم وجلۃ" کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہ اے صدیقؓ کی بیٹی! اور بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں

اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ چیزیں ان کی طرف سے قبول نہ کی جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ مومن اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے نیکی کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ تشویش رہتی ہے کہ خدا جانے ان کا عمل اور ان کی نیکی عنداللہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اور پھر اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اس خطرہ کے پیشِ نظر کہ ان کی کسی کوتاہی کے باعث کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے وہ ہر گھڑی اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔

ڈرنے کا سبب یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے جانتے ہیں کہ انسان خطا کا پتلا ہے، اس کے اپنے قبضۂ قدرت میں کوئی چیز نہیں، نیکی کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ جب چاہے اسے انسان کی کسی غلطی کی بناء پر واپس لے سکتا ہے۔ اس کی بے نیازی کی شان ہی عجیب ہے۔ چاہے تو بڑے سے بڑے گنہگار کو کسی معمولی سی نیکی کی بناء پر اپنی بخشش کے انعام سے نواز دے اور چاہے تو عابدِ شب زندہ دار کو اس کی کسی معمولی سی غلطی پر گرفت کر لے۔ اس لئے انسان کو اپنے عمل پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ کے فضل پر یقین کرنا چاہیے۔ اس سے ہر گھڑی ڈرتے رہنا چاہیے۔ اپنے معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بہت بڑا سمجھنا چاہیے اور اس سے بچنا چاہیے۔ اس کے برعکس بڑے سے بڑے عمل پر غرور اور فخر نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ذاتِ بے نیاز محاسبہ کرتے وقت اس میں بھی کوئی ایسی چیز نکال دے جس سے یہ عمل قابلِ قبول نہ رہے۔ مثلاً عمل میں انسان کے علم کے بغیر ریاء کی ملاوٹ ہو جائے اور نیکی کرنے والا اس کا رد نہ کر سکے تو یہ عمل اللہ کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہوگا اگرچہ نیکی کرنے والا یہی سمجھے کہ اس نے بڑا ہی نیک کام کیا ہے اور اسے اس کا اجر ضرور ملے گا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہایت اخلاص سے مسجد تعمیر کرائی اور اس پر زندگی کی ساری کمائی صرف کر دی لیکن تعمیر کے بعد شیطان نے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ اس مسجد کی تعمیر دیکھ کر لوگ میری تعریف کریں گے، میرا نام زندہ رہے گا اور ہر آنے جانے والا یہ کہے گا کہ بھئی فلاں شخص نے کیا ہی لاجواب اور عمدہ مسجد بنوائی ہے تو اگر اس شیطانی وسوسے کا رد نہ کیا اور اس خیال کو قلب و دماغ سے دور نہ کیا اور خالصتاً اللہ رب العزت کی رضاء و خوشنودی کو دل میں جگہ نہ دی تو سمجھ لیجئے کہ یہ ساری کمائی غارت گئی اور اس مسجد کی بنوائی کا کوئی اجر آخرت میں نہیں ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد گرامی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا ہے —— صحابہ کرامؓ نے عرض کی "یا رسول اللہ! وہ چھوٹا شرک کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا "ریاء" یعنی دکھلاوا —— پس صاف ظاہر ہے کہ "ریا" سے بچنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس لئے بچنا سخت مشکل ہے اور انسان محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی اس کا شکار ہونے سے بچ سکتا ہے۔

ریاء کا بچاؤ

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نیک کام کے وقت شیطان ریاء کا خیال دل میں ضرور ڈالتا ہے۔ چنانچہ اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ انسان نیکی کرتے وقت ہمیشہ ہوشیار اور چوکس رہے اور دکھلاوے کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے اور اگر شیطان کی طرف سے ریاء کا حملہ ہو جاوے اور قلب و ذہن میں ریاء کا اثر جاگزین ہو جائے تو اسے فوراً ہی دل و دماغ سے نکال دے اور یہ خیال کرے کہ میں تو محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضاء حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں۔

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝ (پ ۹ س الاعراف آیت ۲۰۱)

ترجمہ: بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب انہیں کوئی خطرہ شیطان سے آتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں کہ شیطان کا گزر ان کی طرف ہو اور کوئی چرکہ لگا جائے البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کر کے چونک پڑے، ٹھوکر لگی اور سنبھل گئے، سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں غفلت کا پردہ اٹھ گیا، نیکی بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا اور بہت جلد نازیبا کلام سے رک گئے۔

محترم حضرات! جو لوگ اللہ کا حکم مانتے ہیں ان پر جب کوئی شیطان اپنا اثر ڈالتا ہے تو وہ فوراً سنبھل جاتے ہیں اور انہیں فوراً یاد آ جاتا ہے کہ ہمیں شیطان سے بچنے کا حکم ہے۔ اتنا یاد آتے ہی ان کی سمجھ میں یہ بات آ جاتی ہے کہ ہمیں اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے۔ فوراً وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہم میں تو اس کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ سب کچھ آپ ہی عطا کرتے ہیں۔ ہمیں قوت دیجئے کہ ہم اس کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا یہی مطلب ہے اور شیطانی وسوسے کے وقت یہ کلمہ اسی ارادے سے زبان پر جاری کرنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن جو لوگ ایمان کے کمزور ہیں ان پر شیطان کا داؤ چل جاتا ہے اور وہ ان کو گمراہی کی بھول بھلیوں میں پھنسا دیتا ہے۔ جہاں سے ان کا نکلنا بغیر کسی ہادی کے بہت مشکل ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی شیطان

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قبلہ حضرت سرگودھوی نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ علیا میں

برگ سبز

(مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی)

(۸)

۴۔ دنیائے اسلام کی معروف و مشہور شخصیت اپنے استاد حضرت علامہ کشمیریؒ کا ذکر خیر بڑے مزے لے لے کر فرمایا کرتے تھے۔ انہیں میں سے یہ واقعہ بھی سنایا کرتے کہ جب قطب زماں حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ سے آپ نے یہ شکایت کی کہ بعض اوقات درس حدیث شریف میں تاریکی سی محسوس ہوتی ہے۔ واللہ اعلم کیا بات ہے۔ اور حضرتؒ نے دوسرے دن توجہ کرنے کے بعد فرمایا —— بعض طالب علم بلا طہارت درس میں شریک ہو جاتے ہیں یہ اس کی ظلمت ہے تو حضرت الاستاذؒ ہی کے لہجہ میں سنایا کرتے کہ آپ نے دوسرے دن فرمایا۔

بھائی! ایک صاحب کشف صحیح نے یہ بات بتلائی ہے کہ بعض لوگ بلا طہارت کے شریک درس ہو جاتے ہیں اس لئے آئندہ ایسا ہرگز نہ ہو۔

حضرت الاستاذؒ ہی کے ذکر خیر کے سلسلہ میں فرمایا کرتے ایک دن عبارت پڑھنے والے طالب علم نے لفظ عمد کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "عمدا فعلتہ یا عمر" میں مذکور ہے "بفتح المیم" پڑھا تو استاد محترم ہی کے لہجہ میں سناتے کہ حضرت نے آنکھ اٹھا کر فرمایا:۔

"بھائی! عمدا "بسکون المیم" فعلتہ یا عمر۔ عمد جو خطا اور نسیان کے مقابلہ میں ہے وہ بسکون المیم ہے کیونکہ عمد بفتح المیم تو عمود بمعنی ستون کی جمع ہے۔ قرآن مجید میں ہے رفع السمٰوات بغیر عمدٍ ترونہا۔

اسی طرح لفظ حماسہ کے متعلق فرمایا کرتے کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:۔

الحماستہ کالشجاعۃ وزناً و معنی —— فرمایا اس ارشاد میں حماسہ کی طرح لفظ شجاعت کی بھی تصحیح فرما دی۔ کیونکہ عموماً اس کو بھی شجاعت بضم الشین پڑھا جاتا ہے۔

۵۔ ایک مجلس میں ارشاد فرمایا۔ خانقاہ میں جس زمانے میں قیام تھا۔ منطق کا کوئی سبق پڑھا کر اٹھا اور عصر کی نماز پڑھائی۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا:۔

"نماز کے قریب اس قسم کے سبق نہ پڑھایا کرو۔ میں نے نماز میں اس کی ظلمت کو محسوس کیا"۔

۶۔ احقر پر نہایت شفقت فرمایا کرتے اور از روئے شفقت میری تمام نالائقیوں کے باوجود اصلاح فرمانے سے دریغ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن نجم المدارس کا نقشۂ اسباق مطالعہ فرمایا۔ اور اس میں مجھ سے متعلق کتابوں میں منطق اور فلسفہ کی بعض کتابیں بھی لکھی ہوئی پائیں تو فرمایا قاضی جی مولوی بننے کا شوق ابھی باقی ہے

ایک دفعہ یہ معلوم کر کے کہ میرے زیر تدریس غالباً دس اسباق ہیں فرمایا۔

"بھائی! اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو اب تمہیں اندازہ نہیں عمر بڑی ہو گی تو اس کا خمیازہ بھگتو گے اور تھوڑا پڑھانے سے بھی دماغ چکرانے لگیگا۔

عمر ابھی پچاس تک نہیں پہنچی پہنچ رہی ہے اور ایکہ پنجاہ رفت و در خوابی کے بالکل مطابق۔ مگر جب بھی کوئی درس دیا حضرت مرحوم کا ارشاد یاد آیا کہ لفظ بہ لفظ صحیح ہو رہا ہے۔

ایک دفعہ حاضری کے موقع پر حکم دیا کہ نماز صبح کے بعد درس قرآن دیا جائے۔ میرے جیسے ایک متوسط طالب علم کی بھلا کیا بساط کہ سرگودھا کی جامع مسجد میں درس قرآن دے سکے۔ مگر حکم تھا تعمیل کے سوا چارہ ہی نہیں تھا۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ حضرت بھی برآمدہ میں تشریف فرما ہیں بیان جب آدھ گھنٹہ سے بھی لمبا ہونے لگا تو حضرت یہ فرماتے ہوئے اٹھے:۔

"لیڈروں کو زیادہ بولنے کی بیماری لگ جاتی ہے"۔

لیڈری سے تو مجھے مناسبت نہیں لیکن شاید بلا فائدہ طول بیانی کی مناسبت کے باعث لیڈروں سے تشبیہ دے دی۔ چائے نوشی کی مجلس پر تشریف لائے تو متبسمانہ فرمایا۔

"میں تو یہ کہہ کر آدھ گھنٹے کے بعد چلا گیا تھا تم نے کب تقریر کو ختم کیا۔

ایک مجلس میں احقر نے رسالہ قشیریہ کا وہ واقعہ کسی مناسبت سے عرض کیا کہ ایک بزرگ دوسرے اللہ والے کو وفات کے بعد غسل دے رہے تھے۔ فرط اندوہ و غم میں دائیں سے شروع کرنا بھول گئے۔ اور بایاں ہاتھ دھونے لگے تو میت بین یدی الغسال نے خود ہی دایاں ہاتھ اٹھا کر آگے کر دیا۔ غسل دینے والے بزرگ کو انتباہ ہوا اور فرمایا۔ صدقت و غلطت۔ تم نے سچ کہا میں ہی غلطی پر ہوں۔

حضرت نے ہمت افزائی فرماتے ہوئے واقعہ تو بڑے شوق سے سنا لیکن میں نے صدقت و غلطت کے جملہ میں لفظ غلطت کے لام پر فتحہ پڑھا تو حضرتؒ نے مشفقانہ انداز میں فرمایا غلطت بکسر اللام ہے۔

سیدی استادی شیخی حضرت والدی الماجد قدس اللہ سرہٗ کے حادثۂ ارتحال پر "گذشتہ سال" جب بزرگوں اور دوستوں کے تعزیت ناموں کی تعداد قلمی جواب کے حد استطاعت سے زیادہ ہو گئی۔ ساتھ ہی ضلعی علماء، مشائخ اور عمائدین کی تقریباً ڈیڑھ ماہ تک ورود و صدور سے فرصت بھی بالکل ناپید ہو گئی —— تو مجبوراً جوابی مضمون کو طبع کرایا گیا جس کی پیشانی پر وقتی طور خیال آجانے سے درج ذیل شعر لکھا گیا تھا۔

الا انما کانت وفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دلیلا علی ان لیس للہ غالب

شعر ایک تعزیت نامہ میں پڑھا گیا تھا اور وقتی خصوصیات سے پسند بھی بہت آگیا تھا۔ چند ماہ بعد سیرت کانفرنس سرگودھا اور جمعیت کے شورائی اجلاس میں جب حاضری ہوئی تو حضرتؒ نے اس کو ناپسند فرمایا للہ غالب میں

لام کو تو علی کے معنے میں لیا جا سکتا تھا لیکن فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات سے قبل بھی اللہ کے مغلوب ہونے کا کوئی وہم نہیں ہو سکتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات سے ہی دفع ہوا ہو اس لئے فرمایا کہ زیادہ مناسب وہی مشہور شعر تھا یعنی ؎

ولو کانت الدنیا قدوم بواحد
لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

غرض ہر ہر موقعہ پر از راہِ شفقت و عنایت اصلاح سے دریغ نہیں فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

واجب التقلید خصوصیت

ایک خطرناک اور مہلک روحانی مرض جو امت میں وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے اور کم و بیش ہر مسلمان اس میں مبتلا نظر آتا ہے اِلّا مَن عصمہ اللہ ورحمہ وہ نیکیوں پر اجر و ثواب اور برائیوں پر شدید قسم کے زجر و عذاب پر مشتمل صریح نصوص کے مضامین پر یقین کی کمی ہے۔ عصمنا اللہ منہ

دینی تعلیم و تعلّم کی بے حد اہمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نظر میں اس کی فوق القیاس محبوبیت اور خود رب کریم کے نزدیک اس کی بہت بڑی مقبولیت کے بیسیوں آیات بیّنات اور حدیث پاک کی سینکڑوں واضح اور صریح روایات علماء کرام اور مشائخ عظام روزانہ پڑھتے اور پڑھاتے، سنتے اور سناتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ عوام کو از راہِ فرض شناسی ترغیب دینے کے لئے بڑی شد و مد اور پوری قوت گویائی سے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی بھی ڈالتے رہتے ہیں مگر سینکڑوں ایسے علمی گھرانے جن کے علمی گلستانوں کی مہک مشامِ عالم کو معطّر کرنے میں امتیازی شان رکھتے تھے ان کی اولاد نہ صرف یہ کہ آج اس جوہر سے تہی دامن ہے بلکہ وہ لارڈ میکالے کے قدم پر اپنے اسلاف کے تمام خد و خال کو ہنسی اور مذاق بھی سمجھنے لگے ہیں فالی اللہ المشتکی۔

حضرت مرحوم جس اصطلاحی ترقی یافتہ شہر میں سکونت پذیر تھے یعنی شمالی پنجاب کا ایک مرکزی مقام سرگودھا موجودہ آب و ہوا کے لحاظ سے یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ کو اپنے صاحبزادوں سے متعلق یہ تصور بھی نہیں آیا کہ انہیں "ترقی یافتہ بنایا جائے" چھ صاحبزادے ہیں اور سب کے سب قدامت پسند۔ دو دنیائے اسلام کی مرکزی یونی ورسٹی دار العلوم دیوبند کے فضلاء، دو اپنی علمی ورثہ سراج العلوم کے سند یافتہ اور دو صغیر السن ہیں مگر ان سے متعلق بھی ملّا بنانے کی ابتدا اپنے ہاتھوں کر گئے — اللھم فاصلحھم الی ما یتمناہ وابلغھم الی ما تحبہ وترضاہ۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرحوم العلماء ورثۃ الانبیاء اور تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیائھا۔

علماء کرام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اور — رات کے ایک حصہ تک دینی علم کا درس ثواب میں تمام رات جاگنے سے بہتر ہے۔

اور — ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا۔ وانما ورثوا العلم فمن اخذ اخذ بحظ وافر۔

انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار کی میراث نہیں چھوڑ گئے۔ ان کی میراث دین کا علم ہے جسے یہ ملا اس کو بڑا حصہ "میراث نبوت" ہیں ملا۔

اور — فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت ادنیٰ مسلمان پر۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اللھم ارحم خلفائی قیل۔ اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔

ومن ھم یا رسول اللہ، قال اصحاب الحدیث۔ اور کہا گیا، حضرت آپ کے خلفاء کون ہیں۔ فرمایا۔ محدثین۔

یہ اور اس قسم کی سینکڑوں دوسری روایات پر ایک صحیح اور سچے مومن کی طرح یقین رکھتے تھے۔ اور ان میں ذرا بھر بھی مبالغہ آپ کو نظر نہیں آیا۔ اور خدمت دین کی اسی پرانی لائن سے ہٹا کر یوں محسوس فرماتے تھے کہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں اور اپنے اختیار سے ان تمام نعمتوں سے محروم کر دینے کے مترادف ہے جو ان نصوص صحیحہ اور صریحہ میں موعود ہیں۔ اور اس لئے نہ توخشیۃ اِملاق آپ کے راہ میں رکاوٹ بن سکا اور نہ ہی کوٹ پتلون کی دنیا عزت کے مفروضوں سے آپ کے عزم کو متزلزل کر سکی۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ — بہر حال اللہ تعالےٰ نے آپ کو دوسرے کمالات علمیہ اور عملیہ کے ساتھ اس قابل تقلید خصوصیت سے بھی نوازا کہ اپنے نیکیوں کو اپنی زندگی تک محدود کرا کر رخت سفر نہیں باندھا بلکہ انہیں زندہ جاوید بنا کر چھوڑا اور اس لئے ہم خدام کو حق ہے کہ خود انہیں بھی زندہ جاوید سمجھیں کیونکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مجھے بے حد خوشی ہے کہ سیدی والدی الماجد رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃ واسعۃ بھی اسی مسموم فضا میں الحمد للہ کہ ہر قسم کے ورغلا دینے والے واقعات کے باوجود بال بال اس لغزش سے محفوظ رہے اور حضرت الاستاذ مرحوم کے نقش قدم پر اپنی اولاد کے روحانی قتل سے بحفاظت الٰہیہ بچے رہے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آپ بھی اپنے بیٹوں کو اور پوتوں کو کسی استثناء کے بغیر علی وجہ البصیرت ملائیت کے راستہ پر ڈال گئے اور ہمیشہ زندگی کے آخری لمحات تک اپنے اس کئے پر شاد کام ہی رہے خود بھی اسی شغل میں رات دن شوقیہ بلکہ عشقیہ منہمک رہتے۔ اپنے ورثہ میں بلکہ بہ الفاظ صحیح تر اپنا ورثہ جو سینکڑوں کتابوں ہی کی شکل میں چھوڑ کر رب کریم سے جا ملے۔ ان میں سے ہر ایک پر بیسیوں اپنے پسندیدہ مضامین کے نوٹ کر کے پسماندوں کی رہنمائی فرما گئے۔ اور جہاں تک مبشرات کا تعلق ہے۔ دسیوں اصحاب علم و تقوٰی نے آپ کو خواب میں بھی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا ہے بلکہ خود اُن کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ کتابوں کے مطالعہ میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ یہاں تطریۃ للناظرین صرف دو واقعے بھی ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ ایک صاحب نے دیکھا کہ آپ کے پاس مطالعہ کی چند کتابیں پڑی ہیں اور مطالعہ میں مشغول ہیں انہیں میں ایک کتاب حیوٰۃ صحابہ ہے۔ واضح رہے کہ

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ایم۔ ایس۔ قریشی، لاہور

دینی انحطاط اور اُمّتِ مُسلمہ کی ذمّہ داری

جب ابن آدم کا جنازہ اٹھتا ہے تو اہل دنیا کی آپس میں یہ گفتگو ہوتی ہے کہ اس مرنے والے نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا، لیکن ملائکۃ اللہ کا باہم مذاکرہ یہ ہوتا ہے کہ مرنے والے نے اپنے آگے کیا بھیجا۔ آج صحابہؓ کے مقدس گروہ کا نام لینا تو آسان ہے ہاں ان کے پاک ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ بھی کہہ دینا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ان حضرات کے اوصاف حمیدہ اور بالخصوص انفاق فی سبیل اللہ کی صفت اور دینی قربانیوں کے جذبہ کو اپنے اندر پیدا کرنا یقیناً یہ کارِ دارد ہے۔ اس لیے کہ مال کو خرچ کرنے کی بجائے مال سمیٹنے کی لگن امتِ مرحومہ کو بھی لے بیٹھی ہے۔ حالانکہ قرآن اور اسلام نے تو ہمیں اس بارے میں بڑی آزادی اور سہولت دی ہے۔ فرمایا۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا انفقوا ممّا رزقنٰکم۔ اے اہل ایمان! خرچ کرو اس سے جو ہم نے تم کو دیا۔ مطالبہ اس چیز کا ہے جو آپ کے پاس ہے جو ہے ہی نہیں اس کا مطالبہ نہیں کیا اور مطالبہ بھی کچھ کا ہے یہ نہیں کہ سب کا سب دے دو۔ کسی کو دولت علم سے نوازا تو اس سے انفاق علم کا مطالبہ کیا، کسی کو مال دیا تو اس سے مال خرچ کرنے کو فرمایا۔ اور اگر کسی کو صرف بدنی طاقت دی ہے تو اس کو جہاد بالنفس کا حکم دیا اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ دین کی کامیابیوں کے لئے دل سے دعائیں کرے اس کا یہی انفاق ہے مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ قارئین کرام! سب سے بڑے منفق اور سخی حفاظ و قراء اور علماء حضرات ہیں اس لیے کہ اگر ابتدائے اسلام سے آج تک الفاظ قرآنی اور متن قرآن اور قرآن و حدیث کے علوم و معانی باقی رکھنے کے لئے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سرگرم عمل نہ رہتی تو بخدا آج علوم دینیہ، حدیث، فقہ، ادب، اصول، منطق کا ذخیرہ محفوظ نہ ہوتا۔ سابقہ روایات میں تو یہ ہے کہ دینی علوم کی سرپرستی حکومت کرتی تھی۔ لیکن آج . . . . جبکہ یہ کام صرف عوام ہی کے ذمہ رہ گیا ہے ایسے تربیتی اداروں کی اشد ضرورت ہے کہ جن میں قوم کے نونہالوں کو اس نہج پر تیار کیا جائے کہ کل کو جب انہیں قومی خدمت کے بیڑے کا ناخدا بنایا جائے تو یہ اس طوفان زدہ دور میں دینی ناؤ کو کنارے پر لا سکیں۔

آج قوم کی دین سے بے رخی، بے اتفاقی اور تغافل سے نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عوام اور اہل ثروت تو درکنار، بہت سے علمی خاندانوں کے چشم و چراغ، دینداروں کی اس کس مپرسی سے متاثر ہو کر اپنی لائن بدل چکے ہیں، جن کے باپ دادا مسندِ علم پر فائز کبھی قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ افسوس، صد افسوس آج ان علماء و فضلاء کی اولادیں اپنی وضع قطع بدلے، اہل دنیا کے دوش بدوش دنیوی لائنوں پر گامزن ہیں الّا ماشاء اللہ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مساجد و مدارس دونوں ایک دوسرے کو مستلزم ہیں۔ دونوں مسلمانوں کے دین و ایمان اور اسلام کی بقاء کا ذریعہ ہیں، اس حقیقت کو واشگاف، اجاگر اور عیاں دیکھنے کے لئے ذرا دیدۂ عبرت کو وا کیجئے اور تاریخ اسلامی پر نظر ڈالئے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلا کام جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دیا۔ وہ مسجد نبویؐ کی بنا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی ایک یونیورسٹی کا قیام کہ جس میں بقاءِ دین اور مساجد کو آباد رکھنے کے لئے افراد تیار کئے جائیں۔ اس کا نام "صُفہ" رکھتے ہیں یوں سمجھئے کہ جس طرح آج مساجد کے ساتھ دینی طلباء کے لئے اقامت گاہیں ہوتی ہیں بلکہ دینی انحطاط کے اس دور میں جبکہ امت مسلمہ اپنی ذمہ داری کو فراموش کر چکی ہے وہ اصحاب جنہوں نے "حقیقۃً" اپنے قیمتی اوقات اور زندگی کے بیش قیمت لمحات کو قرآن و حدیث اور باقی علوم دینیہ سیکھنے اور پھر اس کی اشاعت کے لئے وقف کر رکھا ہے "یقیناً" اصحاب صفہ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ ان درسگاہوں کے قیام و بقا کے لئے آخر مادی اسباب کی بھی ضرورت ہے۔ فی زمانہ یہ بات تو بڑی مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ آدمی دین کے نام پر اپنا سب کچھ لٹا اور قربان کر دے۔ اور نہ ہی اسلام نے اس کا مطالبہ کیا ہے ہاں اگر کسی نے اتنی بڑی قربانی دی ہے تو اسلام نے اسے صدیقیت کا بلند ترین مقام عطا فرمایا رضی اللہ عنہ وارضاہُ۔ حسب توفیق ہر صاحب استطاعت کچھ نہ کچھ وقف کر سکتا ہے۔ اب اگر ان طلباء نے اپنی زندگیاں حصول دین کے لئے وقف کی ہیں تو باقی مسلمانوں کے ذمہ لازم اور فرض ہے کہ وہ اپنی آمدنیوں کا بیشتر نہیں تو کچھ حصہ دین کے لئے وقف کر کے ان طلباء کی کفالت کریں اور انہیں اپنے مالوں میں حصہ دار بنائیں اس لیے کہ دین صرف انہی کا نہیں بلکہ سب مسلمانوں کا ہے اور دین کی بقاء سے مسلمانوں کی بقاء ہے اور اسلام نے مطالبہ بھی یہی کیا ہے کہ موٹے موٹے قوانین و مسائل سیکھنے تو سب پہ لازم ہیں۔ لیکن سارا دین سیکھنا ہر ایک پر فرض نہیں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جو لوگ دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ اب لازمی بات ہے کہ وہ ایک وقت میں یہ کام بھی کریں اور اپنے لئے اسباب دنیا بھی مہیا کریں تو یہ ناممکن ہے (لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ فِی الْاَرْضِ) اب یہ ضروری ہوا کہ باقی مسلمان ان کی اعانت اور ان کا ہاتھ بٹانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ان کے لئے یہی فاستبقوا الخیرات ہے اسلام ہمیں یہی سبق دیتا ہے اور عام قاعدے کی بھی بات ہے کہ تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اگر آپ ان حضرات کے

مصائب الصحابہؓ

مضطر گجراتی

ربّ کعبہ کے پرستار، وہ مردانِ جلیل
پاسبانانِ حرم، وارثِ ایمانِ خلیل

وہ سرِ فرشِ زمیں عزتِ حوّاؑ کا ثبوت
وہ تہِ چرخِ بریں عظمتِ آدمؑ کی دلیل

راست گفتار و کشادہ دل و بیدار دماغ
مدّت العمر جو آفات کے سایوں میں پلے

کبھی پابندِ سلاسل، کبھی شعلوں کے حریف
کبھی انگاروں پہ لوٹے، کبھی کانٹوں پہ چلے

کبھی تپتے ہوئے پتھر کی سلیں سینوں پر
کبھی کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ گراں

کبھی پشتوں پہ سلاخوں کے سلگتے ہوئے داغ
کبھی چہروں پہ طمانچوں کے المناک نشاں

کبھی نیزوں کے سزاوار، کبھی تیروں کے
کبھی طعنوں کے کچوکے، کبھی فاقوں کے عذاب

کبھی چکّی کی مشقت، کبھی تنہائی کی قید
کبھی اپنوں کی ملامت، کبھی غیروں کا عتاب

کبھی بہتان تراشی، کبھی دشنامِ غلیظ
کبھی تضحیک و تمسخر، کبھی شبہات و شکوک

کبھی روحانی اذیت، کبھی توہینِ ضمیر
کبھی اینٹوں سے تواضع، کبھی کوڑوں کا سلوک

کبھی محبوس گھروں میں، تو کبھی خانہ بدر
چیتھڑے تن کے نگہباں، کبھی وہ بھی نہیں

تشنگی کا ہے وہ عالم کہ الٰہی توبہ!
حلق کو چاہیئے تھوڑی سی نمی وہ بھی نہیں

آزمائش کے لپکتے ہوئے ہنگاموں میں
وقت نے ان کے نشاناتِ قدم دیکھے ہیں

تختۂ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں

کس عزیمت کے تھے مالک یہ نفوسِ قدسی
جو پڑی وقت کے ہاتھوں، وہ کڑی جھیل گئے

صرف اسلام کی خاطر، فقط اللہ کے لئے
جان پر کھیلنا آتا تھا انہیں، کھیل گئے

ہم تک اسلام جو پہنچا تو صرف ان کے طفیل
یہ غلامانِ خدا، نورِ رسالت کے امیں
سر بسر پیکرِ ایثار، مجسّم ایماں
حشر تک ان سا ہو پیدا کوئی، ممکن ہی نہیں

(۲)

سورت الاعراف مکّی ہے۔ ہجرت سے پہلے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی —— الاعراف عرف سے مشتق ہے۔ ع ر ف کا مادہ جس کلمے میں ہو اس کا معنیٰ ہوتا ہے عظمت، بلندی، الاعراف ہماری اصطلاح ہیں، قرآن مجید کے الفاظ میں الاعراف ایک مقام کا نام ہے جو ایک دیوار ہے جنت اور دوزخ کے درمیان۔ سورت الانعام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ تمہارا لوٹنا پھر اللہ ہی کی طرف ہوگا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ تمہیں اللہ بتا دے گا دنیا میں تم نے جن باتوں میں اختلاف کیا، آج تم کہتے ہو جنت کہاں ہے؟ آج تم کہتے ہو دوزخ کہاں ہے؟ آج تم کہتے ہو عالم آخرت کہاں ہے؟ آج تم ان پر دلیلیں مانگتے ہو۔ حالانکہ تمہارا تو ایمان، ایمان بالغیب ہونا چاہیئے تھا۔ جو کچھ قرآن مجید نے بیان کیا تم اس کو مان لیتے کیونکہ تمہارا علم ناقص اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق بڑی وسیع، انسان تو میرے بزرگو! جب مرنے لگے، سارے علوم اور فنون حاصل بھی کر لے تب بھی اس کا علم ناقص ہی رہتا ہے۔ انسان کا علم تو جہل کی دلیل ہے، جو بات کل معلوم نہ تھی آج معلوم ہو گئی تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارا ایمان، ایمان بالغیب ہو۔ جیسے کہ ہمارے تبلیغی کبھی کبھی یوں مثال دیتے ہیں (اللہ ان بھائیوں کی محنتوں کو بار آور فرمائے) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت بڑا ایک عجیب طریقے پر احسان فرمایا کہ اس ایک مردِ فقیر کی تجویز کو اللہ تعالیٰ نے ایسا قبول فرمایا کہ آج میرے بزرگو ساری دنیا میں دین کی تبلیغ کرنے والے یہی تبلیغی جماعت والے دوست ہیں۔ اپنے بستروں کو سروں پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم تو اپنے اکابر کے اخلاص، ان کے دربارِ الٰہی میں مقبولیت کی نشانیاں چپے چپے پر محسوس کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح (میں نے ان کی زیارت کی ہے، جب میں سہارن پور میں پڑھتا تھا) بالکل پتلے، دُبلے اور پست قد کے آدمی تھے، سادہ قسم کے انسان تھے۔ لیکن دل میں اللہ تعالیٰ کے دین کا درد تھا ایک تجویز کھڑی کر دی اور اس پر پھر اپنی زندگی کو لگایا۔ آج ساری دنیا میں دیکھئے اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانے والے یہی تبلیغی جماعت کے مخلص دوست ہیں۔ اللہ ان کی محنتوں کو بار آور فرمائے۔ اور اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی ان کے ساتھ مل کر دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے بزرگو! یاد رکھئے سوائے محنت کے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی لگاؤ کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ہمارا تعلق اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ نہ ہوگا اس وقت تک میرے عزیزو اور بزرگو! ہم کسی بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ جو علماءِ حق (اللہ تعالیٰ سب کو علماء حق کی اتباع نصیب فرمائے) دنیا میں چمکے ذرا ان کی تاریخ دیکھئے وہ علم کے زور سے چمکے؟ علم کیا ہے؟ وہ تو مولانا روم فرماتے ہیں:

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر جاں زنی یارے بود

علم پیٹ کے لئے کمایا تو یہ سانپ ہے، پیسے کما لے گا، ظاہری طور پر زیب و زینت حاصل ہو جائیگی۔ سانپ کا چمڑا بڑا مزین ہوتا ہے۔ سانپ کی جو کھال ہوتی ہے وہ بڑی خوبصورت ہوتی ہے اس پر بڑے بیل بوٹے ہوتے ہیں لیکن اندر سے وہ ایسا زہریلا ہے کہ جسے ڈس جائے وہ بچتا ہی نہیں ہے —— تو فرمایا کہ اگر تو نے علم کو اپنے بدن کے لیئے حاصل کیا تاکہ مجھے بدنی آسائشیں حاصل ہوں۔ میرے لحم کے تقاضے پورے ہوں۔ مجھے خوشی اور مسرت حاصل ہو، مجھے عزت حاصل ہو، لوگوں میں میرا نام اور چرچا ہو، اپنے نام کو بلند کرتا پھرتا ہے میرے نام کی پرواہ نہیں کرتا، تو یاد رکھ تیرا علم تیرے لیئے مارِ منقش ہے، سانپ ہے اور اگر تو نے علم کے ساتھ اپنے دل کو منور کیا، یادِ الٰہی کے ساتھ منور کیا، اپنے دل میں میرے ذکر کو جگہ دی تو پھر یہ تیرا علم تیرے لئے معاون ہے۔

تو علماء میں سے وہی لوگ چمکے ہیں جنہوں نے کسی اللہ کے بندے کے ساتھ اپنا ربط اور تعلق پیدا کیا۔ آپ دیکھ لیجئے۔ میں چند نام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہی نہیں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، اور اس دورِ آخر کے ہمارے شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ان کی زندگیوں کو پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں ان کے چمکنے کی وجہ ہی یہی تھی کہ انہوں نے علم ظاہری میں کچھ تھوڑی سی محنت کی لیکن اپنے وجود کو، اپنے آراموں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس طرح گم کر دیا کہ آج دنیا میں ان کے نام سے کتنے کتنے گمراہ راہِ راست پا رہے ہیں حالانکہ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن سے یہ سارا فیض نکلا حضرت تھانوی رح حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں حالانکہ حضرت امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے بزرگو "کافیہ" تک کتابیں پڑھی تھیں یعنی علوم ظاہریہ میں بہت تھوڑا نصاب آپ رح نے پڑھا تھا اور وہ لکھتے ہیں ایک مقام پر، حضرت گنگوہی کو (رحمۃ اللہ علیہ) جو برِصغیر کے ایک بہت بڑے محدث تھے اور بہت بڑے

اللہ کے ولی تھے اللہ تعالےٰ نے آپ کو بہت انعامات سے نوازا تھا۔ آخر عمر میں آپ کی نظر نہیں رہی تھی۔ لیکن باطنی بصیرت کا یہ حال تھا کہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں (یہ باتیں میری اور آپ کی مجلس کی باتیں ہیں۔ ہماری ذاتی مجلس ہے، کوئی انہیں تسلیم کرے نہ کرے، ہم کسی پر زور نہیں ڈالتے۔ ہمارا یقین ہے کہ ہمارے اکابر کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ کتاب و سنت کی روشنی میں ہوتی ہے، اس لئے ہم تو ان کو صحیح سمجھتے ہیں۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے (مجھے اب مدت یاد نہیں ہے کہ کتنی مدت کے لئے لکھا) کہ "اتنے زمانے تک میرے منہ سے جو بات نکلتی تھی میں اپنے شیخ سے پوچھ لیا کرتا تھا، ان کی مرضی کے بغیر بات نہیں کرتا تھا۔ پھر کچھ زمانہ میری یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ میرے منہ سے جو بات نکلتی وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوتی تھی" —— (پھر آگے کہنا آپ نے بند کیا، واللہ اعلم۔ آگے آپ کیا کہنا چاہتے تھے —— تو یہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہریہ میں بہت بڑے کامل محدث تھے اور حافظہ اتنا تیز تھا، اللہ نے نورِ بصیرت وہ عطا کیا (میں بات یہ عرض کر رہا تھا کہ آخر زمانے میں جب آپ کی بصارت چلی گئی تو نورِ بصیرت کا یہ حال تھا کہ ایک دن کوئی مسئلہ پیش آیا تلاش کرتے رہے تمام دوست، بیٹھنے والے، مسئلہ نہ نکل سکا تو آپ نے فرمایا کہ "شامی" کی فلانی جلد نکالو اور اس کے فلانے صفحے پر فلانی سطر کو پڑھو۔ واقعی پڑھا تو وہی بات لکھی ہوئی تھی۔ جو بات آپ نے فرمائی تھی وہ لکھی ہوئی تھی۔ یعنی حافظہ اتنا قوی تھا کہ نورِ بصارت چلے جانے کے باوجود نورِ بصیرت بہت قوی اور مستحکم تھا تو حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے شیخ ہیں وہ لکھتے ہیں ایک مقام پر، کہ فضل یہ ہوتا ہے کہ مرید شیخ کو ساتھ لے چلے، یعنی مرید پیر کو آگے لے جائے۔ تم میرے مرید ہو لیکن اللہ نے تم کو یہ فضل عطا کیا کہ تم مجھے بھی آگے لے جانے والے ہو۔ حالانکہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف چند کتابیں ظاہری پڑھی تھیں۔ مولانا تھانوی رح آپ کے خلفاء میں سے تھے، حضرت گنگوہی رح آپ کے خلفاء میں سے تھے حضرت مدنی رح آپ کے خلفاء میں سے تھے، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رح آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ یہ سالے کے سارے بزرگ آپ کے خلفاء میں سے ہیں اور اللہ نے وہ نورِ بصیرت عطا فرمایا تھا کہ ہمارے اس علاقے کے ایک بہت بڑے ولی علوم ظاہریہ اور باطنیہ کے ماہر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اپنی کتاب میں کہ جب میں بیت اللہ شریف گیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی تو (لمبی بات ہے میں چھوڑ کر رہا ہوں۔ ایک کشف آپ کا نقل فرمایا) پیر صاحب فرماتے ہیں۔ "صاحبِ کشف صحیح بودند" (حضرت پیر صاحب کی شہادت ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کشفِ صحیح تھے جو بات وہ کہتے تھے آنے والی، کشف کی وہ کشف صحیح نکلتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کے اِذن سے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے)

یہ اپنی محنتیں ہوتی ہیں بھائی! یہ علوم ہیں ان کا غیب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط علمِ غیب اور چیز ہے، یہ محنت ہوتی ہے، اللہ کے ذکر کے ساتھ انسان کا سینہ منور ہو جاتا ہے، اللہ تعالےٰ چاہے تو انکشاف ہو سکتا ہے اس میں استبعاد کی کوئی بات نہیں ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ ہمارے تبلیغی دوست اللہ کے دین کا قریہ قریہ پہنچ کر پرچار کر رہے ہیں اسی ضمن میں مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چل پڑا —— ان نیک لوگوں کے ذکر سے بھائی برکتیں پیدا ہوتی ہیں اور ہمارے لئے تو یہی نیک لوگ رہنما ہیں۔ دیکھئے یوسف علیہ السلام کی دعا کیا ہے؟ یوسف علیہ السلام جب دنیا سے جانے لگے تو کیا عرض کی؟

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ج فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورۃ یوسف میں دیکھ لیجئے) فرمایا (دعا کی) رَبِّ۔ اے میرے رب! اے میرے پالنے والے! قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ تو نے مجھے حکومت کا ایک بہت بڑا حصہ دیا، تو نے مجھے مصر کا بادشاہ بنایا۔ اس یوسف کو جسے بھائیوں نے کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ (موت کے لئے) آج وہ مصر کا بادشاہ ہے۔ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ۔ اے اللہ! تو نے مجھے ملک مصر کا بادشاہ بنایا۔ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ج اور مجھے خوابوں کی تعبیریں بتائیں۔ وہ علم جس کا علوم ظاہری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خواب کوئی دیکھتا ہے، تعبیر میں بتلا دیتا ہوں۔ تیری کتنی مجھ پر مہربانی ہے —— آگے عرض کی کہ اے اللہ! فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف بلا نمونے کے آسمانوں اور زمینوں کے بنانے والے خدا! اب میری تجھ سے ایک ہی درخواست ہے تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا جب تو مجھے دنیا سے لے جائے تو مجھے اپنا فرمانبردار اور مطیع رکھتے ہوئے لے جانا۔ وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ط اور اگلے جہان میں بھی مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملا جو نیک بخت ہیں۔ صحبت کا وہاں بھی، اگلے جہان میں بھی سوال ہے۔ دنیا کی صحبت تو ہے ہی ہے۔ نبی ہیں خود، یعقوب علیہ اسلام کے بیٹے ہیں، وہ بھی نبی ہیں۔ یعقوب علیہ السلام اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں وہ بھی نبی ہیں۔ اسحاق علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، وہ بھی نبی ہیں۔ نبی زادہ، نبی کا بیٹا، نبی کا پوتا، نبی کا پڑپوتا دنیا سے جاتے ہوئے کیا دعا کر رہا ہے ——؟ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ط اے اللہ! اگلے جہان میں جو نیکوکار بندے پہنچ چکے ہیں مجھے بھی اُن نیک بختوں کے ساتھ ملا دے۔ —— (باقی آئندہ)

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

اثر خامہ۔ اکرم دہلوی
مرسلہ:۔ مولوی جمیل احمد صاحب میواتی

قسط چہارم

ایک اور اہم خرابی کی نشاندہی

جن خرابیوں اور کمزوریوں نے مسلمانوں کی مستحکم بنیادوں کو متزلزل کیا ہے۔ اُن میں ایک بڑی یہ ہے کہ اگر کسی کو خدا کے فضل سے کسی دینی کام کے کرنے کی توفیق ہوتی بھی ہے۔ تو وہ شیطان کے جھانسے میں آکر اپنے اس کام کے علاوہ دوسرے تمام دینی کاموں کو لغو اور بیکار محض سمجھنے لگتا ہے۔ حالانکہ دین کے سینکڑوں شعبے اور اس کی ترقی کے سینکڑوں راستے ہیں۔ اور ہر راستہ اپنی جگہ پر ایک خاص اہمیت کا حامل ہے یہی وہ افتراق اور انتشار ہے۔ جس نے آج تک اس امت کو پنپنے نہ دیا ــــ دیکھئے دینی تعلیمی مشاغل کو جو خصوصی اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اسی کتاب میں ایک جگہ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ۔

ہر وہ چیز جو اعلاء کلمۃ اللہ کی معین و مددگار ہو یقیناً مفید اور ضروری ہے
(الاعتدال صفحہ ۴۷)

لیکن جو حضرات درس و تدریس میں مشغول ہوں انہیں یکسوئی کے ساتھ اپنے اسی مشغلہ میں لگا رہنا چاہئے اس لئے کہ:۔

اس (درس و تدریس کے کام) کا سراسر دین ہونا اور متفق علیہ کار خیر ہونا یقینی ہے .... اہل حق میں سے کسی کو بھی اس کے خیر ہونے میں تردد نہیں ایسی (بہتر دینی مشغولیت کی) صورت میں کسی دوسرے مشغلہ میں لگنا اس کے حرج کا یقینی سبب ہے
(الاعتدال صفحہ ۳۷)

مگر آج بھی ایسے حضرات موجود ہیں جو اپنے دینی مشغلہ کے علاوہ درس و تدریس جیسے متفق علیہ کار خیر کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھتے اور صاف طور پر کہدیتے ہیں کہ "مدارس میں گمراہی پھیل رہی ہے" ــــ یہی ہے۔ وہ غلو جو آپس کے تفرقہ اور انتشار کا سب سے بڑا سبب ہے۔

اس انداز فکر پر بڑی تنقید کرتے ہوئے حضرت لکھتے ہیں۔

تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا سچا رسول تو امت محمدیہ کے فضائل اور ان کی خوبیوں میں ترقیات کے اسباب بہم پہنچائیں اور امت اس رحمت کو تنگ کرے ہر شخص جو کسی دینی مشغلہ میں لگا ہوا ہے تعلیم ہو یا تبلیغ جہاد ہو یا سلوک وہ اپنے سلسلہ کے علاوہ باقی سب کو لغو، بے کار، وقت کی اضاعت حتیٰ کہ گمراہی کہنے سے نہ جھجکے! دین اسلام جو ہر نوع سے نہایت سہل ہے اس کو مشکل بنایا جاتا ہے اور دینی ترقی کے لاتعداد ابواب کو اسی ایک ایک باب میں منحصر کیا جاتا ہے۔ جس پر وہ خود چل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بقیہ سب کو گویا دین سے خارج کیا جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین (نہایت) سہل ہے۔ جو اس میں تشدد کرتا ہے مغلوب ہوتا ہے۔ پس سیدھے سیدھے اور قریب قریب چلے چلو۔ اور لوگوں کو (نیک اعمال پر) بشارتیں دو۔ بخاری شریف (الاعتدال صفحہ ۵۹)

طبیعت کا تقاضہ تھا۔ کہ دو ایک مزید اقتباسات اس کتاب سے پیش کئے جائیں مگر مضمون کی طوالت کا خوف مانع رہا اس لئے انہیں چند اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں

تصنیف و تالیف اب تک آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور خصوصیت سے بعض کتابوں کو تو قبول عام کا وہ شرف حاصل ہوا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ بہت سی کتابوں کے تراجم دوسری زبانوں میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ حدیث نبوی سے چونکہ آپ کو قلبی تعلق اور شغف ہے اس لئے اس علم پر جب بھی آپ نے قلم اٹھایا۔ علمی جواہرات کے دریا بہا دیئے۔ حضرت مولانا خلیل احمدؒ کی زیر نگرانی بذل المجہود کو آپ ہی نے تالیف کیا۔ او جز المسالک کے نام سے موطا امام مالک کی مبسوط شرح بھی آپ کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور اب "لامع الدراری" کے نام سے علم حدیث کا جو بے بہا خزانہ منظر عام پر آرہا ہے وہ بھی آپ ہی کا شاہ کار ہے۔ ان کے علاوہ اردو میں بھی آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ــــ جن میں شمائل ترمذی کی شرح خصائل نبوی اور "الاعتدال" خصوصی اہمیت کی حامل ہیں ــــ تصنیف و تالیف میں آپ کی صحت رائے دقت نظر اور حسن تالیف تمام علماء کے نزدیک مسلم ہے۔

محامد و اخلاق آپ انتہا سے زیادہ متواضع اور منکسر المزاج ہیں۔ بچہ بھی اگر راستہ میں روک کر کھڑا ہو جائے تو بغور اس کی بات سنتے ہیں خوش اخلاق۔ فراخ حوصلہ۔ کریم النفس اور رقیق القلب ہیں خندہ رو، شگفتہ مزاج اور اس ضعیفی میں بھی عبادات و مجاہدات کا خاص ذوق رکھتے ہیں مہمانوں کا خصوصی خیال فرماتے ہیں اور ان پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ رمضان المبارک میں مہمانوں کی تعداد بے حد بڑھ جاتی ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ دسترخوان پر مہمانوں کے ساتھ خود شرکت فرماتے ہیں۔ کھانے میں بچوں کو شریک کرنے کا بھی آپ کے یہاں خصوصی اہتمام ہے مدرسہ میں پڑھاتے ہیں۔ لیکن خالصتہً لوجہ اللہ۔ معمولات کے بڑے پکے اور سچے۔ ان میں معمولی سی گڑبڑ بھی گرانی کا باعث ہوتی ہے۔ غرضیکہ تمام اعلیٰ اخلاقی اوصاف خداوند قدوس نے آپ کی ذات میں جمع کر دیے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو آپ کی ذات سے مستفیض فرمائے اور آپ کے مبارک سایہ کو ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے امین ثم امین

جناب شیخ مدظلہ العالیٰ کی خدمت میں

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندہ جمیل احمد میواتی

مزید چند سطور یہ چند سطور مرجع خلائق محبوب عالم شیخ الشیوخ

حضرت اقدس مولانا ...... محمد زکریا صاحب
دامت برکاتہم کی ذات بابرکت سے متعلق
چند خصوصی باتیں لکھنے کی غرض سے بطور
ضمیمہ پیش کی جارہی ہیں

معمولات وعبادات سنا ہے جوانی میں قرآن پاک کا دور کرتے
رہنا حضرت کا معمول رہا ہے۔ صبح سے
دوپہر تک دورہ حدیث شریف میں مشغول
رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر
جانتے ہیں۔ کہ یہ ولی کامل اپنے اوقات
عزیزہ کو کس مشغولیت میں صرف کرتے ہیں

تصانیف مبارکہ کسی مصنف کی تصانیف کی اشاعت کی کثرت
یا مختلف زبانوں میں تراجم ہو جانا عند اللہ
مقبولیت کی علامت ہیں۔ اپنے اکابر .....
دیوبند کی تصانیف سراسر نور وہدایت کا
ذخیرہ جن کا ماخذ ومبدأ قرآن مجید واحادیث
مبارکہ ہوتی ہیں۔ بفضل تعالیٰ ایک عالم کو
حرارت ایمانی بخشتی ہیں۔ تصانیف کا معیار
..... ان سے قارئین کی اصلاح آخرت کی طرف
زندگی کا رخ پلٹنا ہے۔ اگر یہ نہیں تو
نری لفاظی ہے۔ بحمد للہ اپنے سب ہی حضرات
اس میں اپنے اخلاص وللہیت کے سبب
نہایت کامیاب ہیں۔ بالخصوص حضرت حکیم
الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ شیخ
التفسیر نور المشائخ مولانا احمد علی لاہوری
نور اللہ مرقدہ اور حضرت اقدس مولانا محمد زکریا
دامت برکاتہم اس بارے میں بہت مقبولیت
کے حامل ہیں نہ معلوم ان کی تصانیف سے
خدا کی گتنی مخلوق کے دلوں میں ایمان کی
جڑیں قائم ہوئی ہیں۔

اہم بات حضرت شیخ کی کتب فضائل جس میں فضائل درود شریف جو اپنے
اندر پڑھنے والوں کے دلوں میں حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طوفان
بپا کر دیتی ہے۔ آپ کے عشق رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کا نمونہ وسند ہے جس جگہ
آپ مہمان خانہ میں (کچا گھر) بیٹھانے کے
لئے مخصوص جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں
دائیں طرف والی دیوار پر سر مبارک کی
اونچائی پر نعلین شریفین کا نقشہ بلغ العلیٰ
بکمالہ ... کے پورے الفاظ پڑھ کر پتہ
چلتا ہے۔ کہ اس مبارک ذات کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس
قدر محبت ہے کہ جو کچھ ملا ہے۔ ان ہی
پاک جوتیوں کے صدقہ میں ملا واقعی پوری
کائنات کو ان ہی نعلین شریفین کے صدقہ
ملا ہے۔ اللہ اللہ حق حق۔

اولاد وعزیز واقارب حضرت کی دو شادیاں ہوئیں۔ اولاد کی صحیح
تعداد معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ پہلی اہلیہ
مرحوم ... کے بطن سے ایک صاحبزادی۔ مولانا
انعام صاحب کے گھر میں ہیں۔ ایک صاحبزادی
مرحومہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کے گھر میں
تھیں جس سے صاحبزادہ مولانا ہارون ہیں۔

دربار رائے پور کی حاضری مع خاندان کے اکثر افراد کے آپ
رائے پور شریف حاضر ہوتے۔ مرشد عالم حضرت
اقدس مولانا رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے
آخری رمضان شریف میں حضرت شیخ نے تمام
معمولات ترک فرماکر ڈیرہ ہی ڈال دیا تھا
حضرت جی نور اللہ مرقدہ اپنے احباب
سمیت وہاں حاضر باش رہے تھے۔ حضرت
شیخ نے ایک مرتبہ فرمایا بڑے میاں یعنی
حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے سامنے
مجھے شیخ الحدیث کہہ کر یہ پکارنا بلکہ خالی
زکریا کہہ کر پکارنا ادب کی انتہا ہے!

دیگر اکابر سے تعلق سیاسی اختلافات کے باوجود آپ حضرت
شیخ الاسلام مولانا مدنی نور اللہ مرقدہ اور
حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ
سے ایک جیسی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔
ہم سب کے لئے اس میں بڑا سبق ہے۔ شہزادوں کے
آپس کے اختلاف میں درباریوں کو کیوں کر
حق پہنچتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح
دیں۔ اور مرشد عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر
رائے پوری نور اللہ کے تو آپ نور نظر رہے ہیں

بقیہ :- برگ سبز

حیٰوۃ صحابہ کے مطالعہ کا آپ کو مرض الوفات
ہی میں موقعہ ملا تھا اور چند صفحات کے
علاوہ دیکھ نہیں پائے تھے ـــــ غالباً اللہ
تعالیٰ نے آپ کی تمنا کو اس طرح پورا
فرمایا۔ کہ وہاں اس کے دیکھنے اور اس
طرح درجات بڑھانے کا موقعہ عنایت فرمایا
یہ بھی معلوم ہو کہ خواب دیکھنے والے اس
پس منظر سے بالکل واقف نہیں تھے۔ اور
ساتھ ہی یہ کہ ایک سے زیادہ صاحبان
نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس لئے اس
رویا میں حدیث النفس کا احتمال بھی بہت
تھوڑا ہے۔ والحمد للہ

۲- ایک قائم اللیل صائم النہار شاب نشأ فی
عبادۃ اللہ کے مصداق نوجوان دکاندار کو
واقعہ میں فرمایا میرے بچوں سے کہدینا۔

آخر تک بزرگوں سے دریافت کرنے میں
عار محسوس نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح وہ طالب علم
سمجھے جاویں گے۔ اور طالب علمی کی موت
شہادت ہے۔

بہر حال آپ اپنا فریضہ ادا کر گئے پسماندگان
سے آپ کی دی ہوئی دولت عظمیٰ کے
حق ادا کرنے میں کوتاہیاں ہو جاویں۔ تو
ان کی اپنی قسمت۔ اللہ تعالیٰ بے قدری
سے محفوظ رکھیں۔ اور حسن خاتمہ سے نوازیں
آمین آپ زندگی کے آخری سالوں میں درس و
تدریس کی بجائے مطالعہ سے زیادہ شوق
فرماتے تھے۔ اور احباب واعزہ کو بالخصوص
احیاء العلوم۔ بنیان المشید حکم عطاء الٰہی اور
ان کے شروح عربی فارسی اور اردو بالخصوص
اردو کی شرح اکمال الشیم کی بہت زیادہ
ترغیب دیا کرتے تھے جن سے بے تکلفی
تھی۔ انہیں حکم بھی دیتے۔ اور ان سے
رقم لے کر خود ان کو منگوا بھی دیتے تھے
نجم المدارس کے بعض للہی خادمین کے لئے
احقر کو فرمایا کہ یہ اور تبلیغ دین امام غزالیؒ
کی منگوا کر ان کو بطور ہدیہ دئے جاویں
بہر حال دین کے سلسلہ میں حضرت الاستاذ
سرگودھوی رحمتہ اللہ علیہ اور والد ماجد
رحمتہ اللہ علیہ کا جو مسلک رہا۔ اس کا
اتباع ان کے ہر مخلص دوست کے لئے
بے حد ضروری ہے کیونکہ آج ہر جانب
سے دین حنیف پر دشمنوں کی یلغار ہے۔
اور اسلاف کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے
خون پسینہ ایک کرکے جس دین کی حفاظت
فرمائی تھی۔ اور اس کے ایک ایک جزئیہ
مثلاً مسئلہ خلق قرآن۔ یمین مکرہ جیسے مسائل
تک کی وجہ وہ مصائب جھیلے۔ جن کے تصور
سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ آج کھلے
طور پر مار آستین قسم کے دشمن اسلام کے تمام
بنیادی احکام حتیٰ کہ عبادات قربانی زکوٰۃ
اور مصرحتہ حدود اور محرمات قطعیہ تک پر
عمل جراحی کا شوق پورا کر رہے ہیں
اسلام کے مخصوص پرسنل لاء نکاح وطلاق
کے مسائل کو جس پر انگریز جیسے جابر اور
بدترین دشمن اسلام نے بھی ہاتھ ڈالنے
کی جرأت نہیں کی تھی۔ عائلی قوانین کے
رسوائے عالم آرڈر کے نام سے منسوخ کیا
جارہا ہے۔ ان حالات میں اگر عام مسلمان
دین کی صحیح تعلیم کے لئے اپنی اولاد کو
وقف کرکے مدافعت نہیں کریں گے۔ تو
اللہ رب العالمین اور اس کے محبوب نبی
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ

(باقی آئندہ)

شجاعت علی صدیقی مدیر وفاق کراچی

اشارات

مغربی تہذیب کا آخری دور

امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا کے متعلق کچھ دلچسپ اعداد وشمار شائع ہوئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ۶ شادیوں کے مقابلہ میں ۵ طلاقیں ہوتی ہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ چند سال میں شادیوں اور طلاق کی تعداد برابر آجائے۔ جو شوہر نان و نفقہ دینے کی قابل نہیں ہیں۔ ان میں سے ہزاروں جیل میں اپنی ازدواجی زندگی کا تلخ پہلو دیکھ رہے ہیں۔ ایک سوالنامہ کے جواب میں ۶۷ فیصد عورتوں نے اقرار کیا۔ کہ ہم نے اپنے شوہروں کو انتقام لینے کی غرض سے جیل بھجوایا ہے۔ اور تقریباً اسی قدر تعداد نے جواباً لکھا کہ ہم انہیں جیل ہی میں سٹر کر مرنے دیں گے!

اگر مآل شادی یہ ہی المیہ ہے۔ تو یقیناً کچھ دنوں میں بیوی کی بجائے داشتہ رکھنا سہل اور قابل ترجیح ہوجائے گا۔ یہ ہے نتیجہ تجرباتی تہذیب کا ہر تہذیب کا آخر یہ ہی انجام ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر وہ تہذیب صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے۔ اس کی ابتدا مرد کی ہوس رانی سے ہوتی ہے۔ اور اور جس قدر اس میدان میں بڑھتا جاتا ہے اس کے قوائے انسانی مضمحل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ عجیب حقیقت ہے۔ کہ جس قدر قوائے انسانی مضمحل ہوتے ہیں۔ اسی قدر جنسی خواہش بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس اضمحلال کی وجہ سے عورتیں غلبہ حاصل کرتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ مرد اپنے جال میں خود ہی پھنس کر بے بس ہوجاتا ہے

یورپ میں جن مردوں نے حقوق نسوانی کے حصول کے لئے عورتوں کو بھڑکایا اور پھر ان تحریک کی حمایت کی، ان میں یہ نشاندہی کرنی مشکل ہے۔ کہ کون خالصتاً انسانیت کی بہبود کے لئے کوشاں تھا، بیشتر تو اس کو اپنی ہوس رانی کا ذریعہ بنائے ہوئے تھے۔ آج اسلامی ممالک میں بھی عورتوں کے بہی خواہ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو ان کو آزادی اور حقوق کے سبز باغ دکھلا کر مسحور کر رہے ہیں۔ وہ عورت کو زندگی کی کشمکش میں دھکیل رہے ہیں۔ جس کے لئے حق تعالیٰ نے اسے تخلیق بھی نہیں کیا۔ وہ عورت کو ہر جگہ استعمال کرکے ارزاں کر رہے ہیں۔ دوکانوں کی بکری ان کے ذریعہ سے بڑھائی جارہی ہے۔ ان کو بازار کی زینت بنایا جارہا ہے، مریضوں کی تیمارداری گویا بغیر نوجوان عورت کے ہو نہیں سکتی ہوائی جہازوں کی پرواز ان کے بغیر نامکمل ہے۔ غرضیکہ کون سا شعبہ ہے۔ جہاں ان کی کھپت کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے اور ان سب کا نام ترقی رکھ کر کسی خلاف آواز کو سننا گوارہ نہیں ہے

اے خیر الامم تو تو دنیا کی قیادت کے لئے بنائی گئی تھی اور آج تو مغرب کی نقل میں مدہوش ہو رہی ہے۔ یہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صدقہ ہے۔ کہ تیرہ سو برس تک عورت عزت و عصمت کی زندگی گزارتی رہی، وہ گھر پر بھی حکومت کرتی تھی۔ اور دل پر بھی اور عائلی زندگی کا وہ سکون مرد کو میسر تھا۔ کہ زندگی کے نشیب و فراز آسانی سے بسر ہو جاتے تھے۔ باپ کو اولاد سے محبت تھی اس لئے کہ اسے یقین تھا کہ یہ میرا ہی نطفہ ہے۔ اور بیٹے کو باپ سے محبت تھی۔ چونکہ اس کے باپ ہونے پر اس کو پورا وثوق تھا تم اس جذبہ کو ختم کرکے دیکھ لوگے کہ جب مرد اور عورت کے درمیان طلاق ہوتی ہے۔ تو کس طرح گھر کی بربادی ہوتی ہے۔ اور کس طرح بچوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ طلاقیں زنا کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اور مغرب یہ المیہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

اے دعوت ایمانی کو قبول کرنے والو کیا تم آنکھیں کھولے ہوئے اس گرداب بلا میں گھستے چلے جاؤ گے۔ کیا چند افراد کی ہوس رانی پوری قوم کو غلط راستہ پر نہیں لے جارہی ہے۔ کیا تمہیں منظور ہے کہ جو کچھ تم یورپ اور امریکہ کے متعلق سن رہے ہو۔ وہ ہی سب کچھ تمہاری اولاد کے سامنے آئے اور تمہارا سماج بھی اسی قدر گندا اور تکلیف دہ ہوجائے۔ تمہیں تو صاف صاف بتلا دیا گیا تھا۔ کہ دور جاہلیت کا تبرج ختم کر دیا گیا اب مسلمان غیر مرد اور مسلمان غیر عورت کا اختلاط ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن تم اس راستہ پر چل پڑے ہو جہاں یہ ناگزیر ہے۔ تم ٹیڈی لڑکوں کو برا بھلا کہتے ہو کہ آوارگی کے وقت ان کو اپنی ماں اور بہن کی عزت کا خیال نہیں آتا۔ لیکن تم مجبور ہو کہ لڑکیوں کو کالج اور اسکولوں میں مخلوط تعلیم کے لئے بھیجو اور بھول جاؤ کہ

کیا ہم فلاح کی اُمید کر سکتے ہیں؟

اس حدیث پاک پر تھوڑی دیر غور کیجئے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے یہ بات کہی گئی۔ کہ حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے حضرت رب العزت سے عرض کیا آپ اپنی مخلوق سے جب خوش ہوتے ہیں تو اس کی علامت کیا ہے اور جب آپ اپنی مخلوق سے ناراض ہوتے ہیں۔ تو اس کی نشانی کیا ہے۔ حضرت حق نے ارشاد فرمایا "میری رضامندی کی نشانی یہ ہے۔ کہ مخلوق کی کھیتی کے وقت ان پر بارش کروں اور کھیتی کاٹنے کے وقت بارش کو روک دوں اور زمام حکومت ملک کے سمجھدار اور برو بار لوگوں کے سپرد کروں۔ اور بیت المال اور مال غنیمت کا انتظام سخی لوگوں کے حوالے کروں" اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری خفگی اور غصے کی علامت یہ ہے۔ کہ کھیتی کاٹنے کے وقت بارش برساؤں اور کھیتی کرنے کے وقت بارش کو روک دوں اور زمام سلطنت بیوقوفوں کے سپرد کردوں اور بیت المال اور مال غنیمت کا انتظام بخیلوں کے حوالے کردوں"

(بیہقی۔ خطیب)

ہم اپنے پلانوں پر اربوں روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ ہر روز ریڈیو سے کروڑوں کی اسکیمیں نشر کی جاتی ہیں۔ لیکن کتنے دل ہیں کہ یہ سوچیں کہ آخر ان کا انجام کیا ہونا ہے؟ کیا تمہارا مشاہدہ یہ نہیں کہ جو مذکورہ بالا حدیث میں کھول کر بیان کردیا گیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے یا ناراض ہے۔ اگر ناراض ہے تو ہم تو سعی نامشکور کر رہے ہیں! ملک کا بال بال قرض میں بندھتا جارہا ہے

اگر خدا نخواستہ نتیجہ برعکس ہوا۔ تو کیا ہوگا؟ اے توحید کے علمبردارو! کیا تم اس قدر سمجھنے سے قاصر ہو کہ بارشیں، طوفان اور وبائیں وہ کون سی چیز ہے۔ جو اس کے حکم کے بغیر ہوتی ہے۔ دیکھو عبرت کے لئے ہندوستان کی قحط سالی تمہارے سامنے ہے۔ صوبہ بہار میں نہ صرف غذا کا قحط ہے بلکہ پانی کا بھی کال پڑ رہا ہے۔ ہزاروں کنوئیں کھودے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ پانی سے محروم ہو چکے ہیں۔ آخر دریاؤں میں پانی پہاڑوں سے آتا ہے۔ اور اگر پہاڑ بھی پانی سے محروم ہو جائیں تو کیا تم زمین کے جگر سے پانی نکال سکتے ہو؟ یا اگر پانی کھاری ہو جائے تو کیا تم انسانی زندگی کو بچا سکتے ہو کیا تم بارش سے بے نیاز ہو سکتے ہو؟ یا اگر بے وقت بارش ہو جائے تو کیا تم اپنی فصلوں کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔

تم میں سے کتنے ہیں۔ جو حکومت وقت کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ کچھ بے خبر اپنی جہالت میں نیچر اور فطرت کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ گویا کہ یہ اقتدار خداوندی سے باہر کوئی چیز ہے۔ لیکن تم نے کبھی سوچا کہ ان تمام مسائل کا حل تمہارے ہاتھ میں ہے۔ جب تک تم خود نہیں بدلوگے رحمت کے دروازے تم پر بند رہیں گے وہ کون سی حکومت...... ہے۔ جو تمہیں خوف خدا دل میں پیدا کرنے سے روک سکتی ہے؟ جیسے تم ہوگے۔ ویسی ہی تمہاری حکومت ہوگی۔ لیکن تم خود بدلنے سے کتراتے ہو اور امید کرتے ہو کہ کوئی نیک اور خدا پرست حکمرانوں کی جماعت یکایک پیدا ہو کر تمہیں ہدایت کا راستہ دکھلا کر اس پر چلنے کے لئے مجبور کردے۔ دیکھو دیکھو! اگر دودھ میں زہر ملا کر جوش دیا جائے۔ تو اس کی بالائی میں زیادہ زہر آجاتا ہے۔ اگرچہ دودھ بھی مسموم رہتا ہے تم یہ دیکھو کہ یہ زہر کدھر سے آرہا ہے اور تم خود کس طرح اپنی اصلاح کر سکتے ہو۔ تم علماء کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہو کہ وہ ہی تمہاری اصلاح کریں اور بھول جاتے ہو وتواصو بالحق وتواصو بالصبر کا حکم سب کے لئے ہے۔ اگر آج تم تبلیغ کو متعدی کردو یعنی اپنے اپنے حلقہ اثر میں خشیت الٰہی اور معاد کا تصور عام کردو تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمہارے مصائب ختم ہوسکتے ہیں

تمہیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ تمہارے کیا فرائض ہیں۔ اور کس کس چیز سے بچنا ہے یہ تو ہم میں سے جاہل سے جاہل کو بھی معلوم ہے۔ تمہیں تو اتنا کرنا ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم ہے۔ اس پر عمل کرنے لگو اور یہ جب ہوگا۔ کہ تم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنے لگو۔ اور آخرت کی زندگی پر تمہارا ایمان پورا پورا ہو جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محاسبۂ اعمال

- وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ اَدْهَمَ اِذَا سَأَلُوْهُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ"، وَاِنَّا نَدْعُوْهُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لَنَا قِیْلَ مَاتَتْ قُلُوْبُکُمْ مِنْ عَشْرَةِ اَشْیَاءَ اَوَّلُهَا اَنَّکُمْ عَرَفْتُمُ اللّٰهَ وَلَمْ تُؤَدُّوْا حَقَّهٗ
- وَقَرَأْتُمْ کِتَابَ اللّٰهِ وَلَمْ تَسْتَعْمِلُوْا بِهٖ
- وَادَّعَیْتُمْ حُبَّ الرَّسُوْلِ وَتَرَکْتُمْ اَثَرَهٗ وَسُنَّتَهٗ
- وَادَّعَیْتُمْ عَدَاوَةَ اِبْلِیْسَ وَوَالَیْتُمُوْهُ
- وَادَّعَیْتُمْ حُبَّ الْجَنَّةِ وَلَمْ تَسْتَعْمِلُوْا لَهٗ۔
- وَادَّعَیْتُمْ خَوْفَ النَّارِ وَلَنْ تَجْتَنِبُوْا عَنِ الذُّنُوْبِ۔
- وَادَّعَیْتُمْ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَلَمْ تَسْتَعِدُّوْا لَهٗ۔
- وَاشْتَغَلْتُمْ بِعُیُوْبِ غَیْرِکُمْ وَتَرَکْتُمْ عُیُوْبَ اَنْفُسِکُمْ • وَتَاْکُلُوْنَ رِزْقَ اللّٰهِ وَلَا تَشْکُرُوْنَهٗ • وَتَدْفِنُوْنَ مَوْتَاکُمْ وَلَا تَعْتَبِرُوْنَ

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے جب اللہ تعالیٰ کے فرمان "مجھ کو پکارو اور میں تمہاری دعا قبول کروں،" کی بابت پوچھا گیا کہ ہم تو اس کو پکارتے ہیں۔ لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو فرمایا تمہارے دل دس وجوہ سے مردہ ہو چکے ہیں۔

(۱) یہ کہ تم نے اللہ کو تو پہچانا ہے لیکن اس کا حق ادا نہیں کرتے۔
(۲) یہ کہ تم قرآن مجید تو پڑھتے ہو۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔
(۳) یہ کہ تم محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تو کرتے ہو۔ لیکن اُن کا طریقہ اور سنت چھوڑ بیٹھے ہو۔
(۴) یہ کہ تم شیطان سے دشمنی کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن اس سے دوستی بڑھاتے ہو
(۵) یہ کہ تم بہشت کا دعویٰ تو کرتے ہو۔ لیکن اس کے لئے عمل نہیں کرتے
(۶) یہ کہ تم دوزخ سے ڈرنے کا دعویٰ تو کرتے ہو۔ لیکن گناہوں سے باز نہیں آتے۔
(۷) یہ کہ تم موت کو تو برحق سمجھتے ہو لیکن مرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔
(۸) یہ کہ تم دوسروں کے عیوب پر تو نظر کرتے ہو لیکن اپنے عیبوں کو نہیں دیکھتے
(۹) یہ کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق تو کھاتے ہو لیکن اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔
(۱۰) یہ کہ تم اپنے مُردوں کو تو دفن کرتے ہو۔ لیکن عبرت نہیں پکڑتے۔

٭ جب میں کہتا ہوں میرے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

شرف الدین طالب علم مدینہ مسجد ملتان

خوشخبری

بنوں میں مدرسہ تجوید القرآن کا قیام

اہل اسلام اور خصوصاً علاقہ بنوں کے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہے کہ شہر بنوں مسجد حق نواز خاں میں قرآنی تعلیم کا ادارہ قائم ہو چکا ہے جس میں بچوں کو قرآن شریف حفظ و ناظرہ اور علم تجوید کا باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے۔ طلباء کے اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہوں گے۔ اصحاب ثروت سے تعاون اعانت کی اپیل ہے۔ ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ:۔
قاری حضرت گل صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن۔
مسجد حقنواز خان بنوں

تعارف وتبصرہ

مضطر گجراتی بی۔اے

نام کتاب۔ قول المفید فی ذوق تجوید
مولفہ۔ قاری منیر احمد صاحب
شائع کردہ۔ انجمن محبان رسول وحدت کالونی لاہور

ارشاد خداوندی کے مطابق قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا فرض ہے ظاہر ہے کہ یہ فرض تجوید کے بغیر ادا نہیں ہوسکتا۔ تجوید کا مطلب یہ ہے کہ ہر حرف کو اُس کے مخرج اور صفات لازمہ وعارضہ سے ادا کیا جائے۔ فن تجوید کے امام علامہ شمس الدین محمد ابن الجزری مقدمۃ الجزری میں لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص قرآن شریف تجوید سے نہ پڑھے وہ گنہگار ہے۔ اور دلیل یہ دی ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید کو تجوید ہی کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ اور کلام پاک ہم تک بھی تجوید ہی کے ساتھ پہنچا ہے۔ احناف کے امام مُلّا علی قاری بھی مقدمہ مذکورہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی خلاف نہیں کہ علم تجوید کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور اس کے مطابق قرآن مجید پڑھنا فرض عین ہے۔

یہ اللہ تعالٰے کا خاص فضل ہے۔ کہ ہمارے طلبا وطالبات دینی مدارس کے فیض کی بدولت فن تجوید وقرأت میں دل سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ بلکہ اس فن کی اہمیت اورافادیت پر بصیرت افروز تقریریں بھی کرتے ہیں چنانچہ زیر نظر کتابچہ جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اُن مختصر مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو اسلامیہ گرلز کالج لاہور چھاؤنی کی طالبات نے پچھلے سال اپنے ہی کالج میں منعقدہ مجلس حسن قرأت میں پڑھے تھے۔ مضامین اختصار کے باوجود جامع اور دلچسپ ہیں۔ ایسے کتابچوں کی اشاعت اور مطالعہ وقت کی پکار اور دین کی بہت عمدہ خدمت ہے۔ قوم کے نوجوان طلبا اور طالبات میں اگر یہ ذوق وشوق عام ہوجائے تو یہ تابناک مستقبل کی طرف اہم قدم ہوگا۔

کتاب کی قیمت ۱½ روپیہ رکھی گئی ہے جو ضخامت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے ایسی مفید کتابوں کو اول تو مفت ورنہ معمولی قیمت پر عوام وخواص کے ہاتھوں میں پہنچانا چاہیئے۔

چارٹ۔ مسائل نماز مفت
مرتبہ۔ حافظ قاضی چن پیر ہاشمی صاحب خطیب جامعہ مسجد حویلیاں۔ ہزارہ

جہازی سائز کا یہ چارٹ قاضی صاحب موصوف نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ جس میں نماز کے جملہ فضائل تیمم کے مسنون طریقے۔ نماز کی ترکیب اور دعائیں۔ اور مسجد کے آداب وغیرہ پوری صحت وجامعیت کے ساتھ درج فرمائے ہیں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ نہایت مفید اور ہر گھر میں ہونا باعث خیر وبرکت ہے۔ مقامی حضرات سعید بک ڈپو متصل مرکزی جامع مسجد حویلیاں ہزارہ سے مفت طلب کریں۔ بیرونجات کے شائقین، پیسے کے ٹکٹ بھیج کر ڈاک کے ذریعے چارٹ منگوا سکتے ہیں۔

نام کتاب۔ ۱۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ضخامت ۲،صفحات۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

۲۔ فضائل رمضان المبارک ولیلۃ القدر
ضخامت۔ ۴۰ صفحات قیمت ایک روپیہ
ناشر۔ مکتبہ ظفر ناشر قرآنی قطعات سرگودھا روڈ گجرات

مندرجہ بالا دونوں کتابیں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے قلم معجز رقم کی رہین منت ہیں۔ مولانا آزادؒ کی ندرت انشا علو خیال اور عمق فکر سے دینی اور علمی حلقے پوری طرح واقف ہیں۔ اور کتاب کی اہمیت و افادیت، اور اثر وگداز کے بارے میں کچھ کہنے کی بجائے مولاناؒ کا نام لے لینا کافی ہے۔

حسب عادت مولاناؒ نے میلاد النبیؐ اور فضائل صوم ولیلۃ القدر جیسے مبارک موضوعات کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ قاری رقّت و تاثیر میں ڈوب جائے۔ اور روح عرفان و حقائق ابدی سے آشنا ہو جائے یہ مضامین اپنے اندر اتنی جامعیت رکھتے ہیں۔ کہ کسی اور کتاب کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ شائقین ان کتابوں کے مطالعہ سے معارف دینی کے چھینٹوں سے کشت قلب و نظر کو سیراب کریں۔ دونوں کتابوں کی طباعت آفسٹ پر ہے ٹائیٹل دبیز اور دیدہ زیب ہے مندرجہ بالا پتہ سے منگوائیں۔ یا سندھ ساگر اکادمی مسلم مسجد انارکلی یا سنگ میل پبلی کیشنز چوک اردو بازار لاہور سے طلب کریں۔

اگر دونوں کتابوں کی قیمت علی الترتیب ایک روپیہ اور ۵۰ پیسے ہوتی تو اقتصادی حالت عام خریدار میں حائل نہ ہوتی۔

کتابچہ۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
لکھائی چھپائی آفسٹ پر ٹائیٹل سہ رنگا۔
ہدیہ صرف پچاس پیسے
تجویز فرمودہ۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ
مرتبہ۔ حضرت مولانا محمد احتشام الحق کاندھلوی
ملنے کا پتہ:۔ محمود الحسن۔ نور محمد تاجران کتب
۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

زوال امت مسلمہ پر بہی خواہان امت وقتاً فوقتاً اظہار خیال کرتے رہے ہیں۔ اور اس کے اسباب تلاش کرنے اور انہیں دور کرنے کی مساعی بھی عمل میں لائی جاتی رہی ہیں۔ لیکن خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس قوم کے قدم بدستور پستی و انحطاط کی منزل کی طرف اُٹھتے رہے۔ ذلت و خواری اور افلاس و ناداری کی تاریکیاں بڑھتی رہیں۔ اخوت و مساوات کے مظاہر روز بروز چھپتے گئے اور امتیازی سیرت و کردار کی طلعتیں مسلسل چھنتی چلی گئیں۔ کوئی ایسی بُرائی نہیں جسے ہم نے نہیں اپنایا۔ اور کوئی نحوست نہیں جو دوسروں پر مسلّط نہیں۔ آج ہمارے اپنے ہی نونہال مغربی تہذیب سے مرعوب ہو کر ہمیں پر تنقید کرتے اور اسلام ہی کے مقدس اصولوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ مفکرین عالم کو حیرت ہے کہ مسلمان قوم جس نے دنیا کو تہذیب تمدن کا سبق دیا۔ آج خود اتنی غیر مہذب اور غیر متمدن کیوں ہے۔ ضرورت تھی کہ ان حالات پر سنجیدگی سے غور کیا جاتا۔ اور ان کے اسباب کا کھوج قرآن ہی سے معلوم کیا جاتا۔ جس نے ہماری قوم کو عظمت و اقبال کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا اور پھر ان کے ازالے کی راہیں قرآن ہی سے پوچھی جاتیں۔ کیونکہ اس کے بغیر ساری کائنات میں عظمت وسعادت کی منزل کی طرف رہنمائی کوئی اور نہیں کرسکتا۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ایسے دردمند علماء کی کمی نہیں ہے۔ جو قوم کو صحیح راہ کی طرف بلانے کیلئے آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ زیر نظر کتابچہ اسی مبارک کوشش کی بہترین کڑی ہے۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم ہی سے مسلمانوں کی پستی کے اسباب بیان کرنے کے ساتھ اُن کے تدارک کی صورت بھی پیش فرمائی ہے۔ انداز بیان عالمانہ، موثر اور افادیت سے لبریز ہے۔ عوام و خواص کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ جو حضرات اسے مفت تقسیم کرکے ثواب حاصل کرنا چاہیں انہیں چونتیس روپے ... سینکڑہ کے حساب سے یہ کتابچے مہیا کئے جائیں گے۔

بقیہ : دینی انحطاط اور ....

اخراجات کے کفیل ہوں گے تو یہ بے غم ہو کر دین کا کام کریں گے ۔ اس سے ایک طرف آپ کا مال صحیح مصرف میں خرچ ہو کر قیامت کی بہتری کا سبب بنے گا تو دوسری طرف دین کی بقاء کا ذریعہ بن کر آپ کی بقاء کا ذریعہ بنے گا ۔ اس لئے کہ مذہب کے بقاء کے ساتھ قوم کی بقاء ہے اور اگر خدا نخواستہ آپ اپنی ساری پونجی اہل دنیا کے حوالے کر کے آخرت کو سدھار گئے اور اپنے لئے اپنے ہاتھوں سے آگے کچھ نہ بھیجا ۔ تو آپ کا جنازہ اٹھتے ہی اہل دنیا تو آپ کے ثنا خواں ہونگے لیکن ملائکۃ اللہ کے باہم مذاکرہ سے آپ محروم رہیں گے ۔ وما علینا الاّ البلاغ ۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

حملہ کرتا ہے تاکہ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہو سکے مگر اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے اس کے حملہ کو فوراً بھانپ جاتے ہیں اور اخلاص کی ڈھال پر اس کے حملہ کو روک لیتے ہیں اور اس نیکی کے کام کو ضائع ہونے سے بچا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی یہ حالت کہ نیکی کرنا اور خدا سے ڈرنا موت تک قائم رہتی ہے ۔

پس اے برادران عزیز ! ہمیں اپنے کسی عمل پہ نازاں اور مغرور نہ ہونا چاہیئے ۔ بلکہ ہر گھڑی اور ہر حال میں اللہ تعالےٰ جل شانہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور اس کی رضاء کے حصول کے لئے سرگرم کار رہنا چاہیئے ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی رضاء کے تمغے سے نوازے ۔ آمین یا الہ العالمین !

بقیہ : مجلس ذکر

اور اولیائے عظام کے ادب کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے ، اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنا شعار بنا لیجئے ۔ اور ہر گھڑی اپنی زبانوں کو اللہ کے ذکر سے تر رکھئے ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین !

ضروری اعلان

واضح رہے کہ مدرسہ حدیقۃ الاحسان جو بیادگار حضرت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ابھی حال ہی میں قائم ہوا ہے ۔ اس کا کوئی سفیر وغیرہ مقرر نہیں کیا گیا ۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض آدمی خود کو مدرسہ ہذا کا سفیر اور قاضی صاحب مرحوم کا رشتہ دار قریب ظاہر کر کے عطیات وصول کر رہے ہیں ۔ لہٰذا متعلقین حضرات سے عرض ہے کہ ایسے آدمیوں سے ہوشیار رہیں ۔ مدرسہ کی اعانت وغیرہ براہِ راست متولی شاہی جامع مسجد قاضی عبداللطیف اختر کے نام ارسال فرمائیں ۔

ناظم مدرسہ حدیقۃ الاحسان

دارالعلوم جامعہ قاسمیہ تجوید القرآن قصور شہر کے زیر اہتمام

مولانا جمیل احمد صاحب میواتی کے متعلق

بعض حضرات نے استفسار کیا ہے کہ مولانا جمیل احمد صاحب میواتی حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز ہیں اور حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے ہاں اجتماعی نہیں ہوتی تھی ۔ لیکن مولانا جمیل احمد صاحب مجلس ذکر کرواتے ہیں ـــــ سوال کرنے والے حضرات کی اطلاع کے لئے گذارش ہے کہ مولانا جمیل احمد صاحب میواتی سلسلہ قادریہ میں جامع شریعت وطریقت اسوۃ الصلحاء سیدی ومولائی حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری دامت برکاتہم خلیفہ ارشد حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز سے بھی مجاز ہیں اور ان کے ارشاد کے مطابق اور اجازت سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر مجلس ذکر کراتے ہیں امید ہے ان سطور سے استفسار کرنے والے حضرات کی تشفی ہو جائے گی ۔

تصحیح

گذشتہ شمارے کی مجلس ذکر مرتب کرتے ہوئے جناب خالد سلیم نے سہواً حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کے اصل الفاظ "وقت کی یزیدیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے" کی بجائے "وقت کے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کیجئے" لکھ دیا ۔ قارئین تصحیح فرمالیں ۔

(ادارہ)

تبلیغی اجتماع

مورخہ ۲۹ رمحرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۰ رمئی ۱۹۶۷ء بروز بدھ بعد از نماز عشاء بمقام جامع مسجد بیرون کوٹ مراد خاں قصور زیر صدارت مجاہد اسلام حضرت مولانا سید محمد طیب شاہ صاحب ہمدانی امیر جمعیۃ علماء اسلام قصور شہر منعقد ہو رہا ہے جس میں امیر شریعت کے دستِ راست خطیب اسلام ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان) خطاب فرمائیں گے ۔

حافظ حبیب اللہ قصوری

عدن میں مسلمانوں پر مظالم

مرکزی جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری وجمعیۃ علماء اسلام قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری نے عدن میں حریت پسند مسلمانوں پر برطانوی فوج کے لرزہ خیز اور انسانیت سوز مظالم اور دیگر شعائر اسلامیہ کی بے حرمتی اور تحریک آزادی کے ممتاز مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کی اندھا دھند گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے انگریز سامراج کی اسلام دشمن پالیسی کا شرمناک مظاہرہ قرار دیا ہے آپ نے کہا گزشتہ دنوں انگریزی فوج کے افسروں نے انتہائی ناپاک جسارت کرتے ہوئے قرآن پاک کو برسرعام ٹھوکریں ماری تھیں ۔ اور اب حال ہی میں عدن کی مشہور اور خوبصورت مسجد "النور" کو گولہ باری سے شدید نقصان پہنچایا اور پھر اس میں مسلح فوجیں اتار کر مسلمانوں کے مقدس مذہبی مقام کی جو سخت توہین کی ہے وہ نہ صرف مسلمانان پاکستان کے لئے ایک عظیم المیہ ہے ۔ بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی دینی غیرت اور اسلامی حمیت کے لئے ایک چیلنج ہے ۔ آپ نے مزید کہا کہ کشمیر ہو یا عدن قبرص ہو یا فلسطین آزادی ہر قوم کا پیدائشی اور بنیادی حق ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت محض قوت کے بل بوتے پر نہیں دبا سکتی آپ نے پاکستان اور تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ عدن میں مسلمانوں پر افسوسناک مظالم اور شعائر اسلامیہ کی مسلسل توہین پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے سفارتی سطح پر حکومت برطانیہ سے سخت احتجاج کریں

بچوں کا صفحہ

حنیف ادیب (چکوال)

حضرت ابراہیم ادھمؒ

آپ میں سے اکثر بچے حضرت ابراہیم ادہمؒ کے نام نامی سے واقف ہوں گے آپ بادشاہ وقت تھے۔ زندگی کی ہر وہ نعمت جو کسی بادشاہ وقت کو حاصل ہوتی ہے آپ کو حاصل تھی۔ اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ بھلا روئے زمین پر وہ کون سی نعمت ہوگی۔ جو آپ کو میسر نہ ہوگی۔

آپ کی زندگی میں جس واقعہ سے انقلاب آیا وہ یہ ہے۔ آپ رات کو پھولوں کی سیج پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کی ایک کنیز خواب گاہ کی جانب سے گزری تو معاً اُسے خیال آیا کہ بادشاہ سلامت جس بستر پر آرام کرتے ہیں بھلا دیکھوں تو وہ کیسا ہے اس خیال کے آتے ہی...... وہ خواب گاہ میں گئی۔ اور پھولوں سے آراستہ پلنگ پر دراز ہوگئی۔ چند لمحے بھی نہ گزرنے پائے تھی کہ ابراہیم ادھم کا گزر خواب گاہ کے پاس سے ہوا جونہی آپ کی نظر اُٹھی تو ایک ناچیز کنیز کو اپنی مخصوص مسہری پر دراز پایا۔ پھر کیا تھا۔ بادشاہ وقت ایک حقیر کنیز کی اس گستاخی پر آگ بگولا ہوگیا۔ اور بیچاری کنیز کی گوشمالی شروع کردی۔ اور کوڑوں سے اُس کو اس قدر بے تحاشا مارا۔ کہ بیچاری کی چیخیں نکل گئیں۔ ابراہیم ادہم اُسے پیٹتے جاتے تھے اور وہ روتی جارہی تھی۔ یکایک کنیز نے ہنسنا شروع کردیا۔ اب وہ زور زور سے ہنسے جارہی تھی۔ یہ دیکھ کر بادشاہ وقت حیران ہوئے اور ہاتھ روک کر پوچھا۔ پہلے تو درد کے مارے بلبلا رہی تھی۔ اور اب یکایک ہنسنا کیوں شروع کر دیا۔ کنیز نے دست بستہ عرض کیا۔

"میں سوچتی ہوں کہ میں نے اس پھولوں کی سیج پر محض چند لمحے آرام کرنے کی جسارت کی ہے۔ تو میرا یہ حشر ہوا ہے۔ اور وہ شخص جو روزانہ اس آرام دِہ بستر پر آرام کرتا ہے۔ اُس کا کیا انجام ہوگا شکر ہے مجھے دنیا ہی میں سزا مل گئی۔ ورنہ آخرت میں نہ جانیے کیا سزا ملتی"

ابراہیم ادہم جو اس وقت ایک عظیم المرتبت بادشاہ تھے۔ یہ الفاظ سنے تو کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ کنیز سے معذرت چاہی۔ اور اسی حالت میں محل شاہی سے باہر نکل گئے اور ایک جنگل میں دریا کے کنارے اللہ تعالےٰ جل جلالہ کی عبادت میں محو گئے۔

اب حالت یہ تھی کہ درباری اور عہدے دار آپ کے حضور جاکر منت سماجت کرتے تھے۔ کہ واپس چل کر سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیجیے مگر آپ انکار کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ چند درباری آپ کے حضور حاضر ہوئے اور واپس چلنے کے لئے درخواست کی۔ آپ کے ہاتھ میں ایک سوئی تھی۔ آپ نے دریا میں پھینک دی۔ اور ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ مچھلیوں کی ایک کثیر تعداد کنارے پر آگئی درباری کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک مچھلی کے منہ میں وہی سوئی ہے۔ جو آپ نے تھوڑی دیر پہلے دریا میں پھینکی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

"مجھے وہ بادشاہی...... نہیں چاہئے اُس بادشاہی سے یہ بادشاہی ہزار درجے بہتر ہے۔

بچو! یہ تھا حضرت ابراہیم ادہم کی زندگی کا وہ واقعہ جس نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ اور آپ نے دنیوی ولایت کو ٹھکرا کر وہ ولایت حاصل کرلی جو دنیا کے بڑے سے بڑے شہنشاہ کی شہنشاہی سے ہزاروں بلکہ لاکھوں درجہ بہتر ہے۔

شب وروز بچو! کرو نیک کام
فقط نیک کاموں سے ہوتا ہے نام

(مضطر گجراتی)

شعری تبصرے

ذوق عبرت

(از فیض لودھیانوی) لاہور

غذائے عجیب

تیری صحت ہے اتنی اچھی کیوں
نسخہ کیا لگ گیا ہے تیرے ہاتھ
عرض کی صبح و شام کھاتا ہوں
غم کی نعمت رضا و صبر کے ساتھ

منظر عبرت

کس جگہ فضلہ پڑا ہے دیکھنا
پاس ہی اُس کے نشاں ہے گور کا
آہ یہ انجام تو نعمت کا ہے
اور وہ انجام نعمت خور کا

فقدان عمل

اپنے ہادی کی آبرو کے لئے
معتقد بے خطر ہیں کٹ مرتے
لوگ مذہب پہ جان دیتے ہیں
لیکن اُس پر عمل نہیں کرتے

فحش گانے

قوم کے اخلاق کو برباد ہوتا دیکھ کر
خیر خواہانِ وطن کو مل کے رونا چاہئے
ذمہ داری سے جو سنسر بورڈ کو سنسر کرے
ایک ایسا اور سنسر بورڈ ہونا چاہئیے

قوت پرستی

اہل دنیا بھی خوب ہیں اے دل
چھوٹے چوروں پہ نام دھرتے ہیں
جو بڑے چور ہیں خدائی میں
اُن کو جھک کر سلام کرتے ہیں

رازِ بے خوفی

ہرگز نہ کسی کے باپ سے ڈر
ڈرنا ہے تو اپنے آپ سے ڈر
بے خوف اگر جینا ہے تجھے
اے فیضؔ ہمیشہ پاپ سے ڈر

گریۂ ناداری

خداوندا تو قادر ہے تیری قدرت کا کیا کہنا
جسے چاہا ملی عزت جسے روندا ملی ذلت
ترے نادار بندے خوار ہیں دونوں جہانوں میں
یہاں اموال کی قلت، وہاں اعمال کی قلت

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/ ۷۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبیداللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

خطِ وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں